رؤیا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸- مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- قدرت کے دروازے کھلے ہیں - ۲- نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا - ۳- تیری عاجزانہ
راہیں اسکو پسند آئیں - ۴- انی انرتک و اثرتک - ترجمہ - مینے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا - ۵- جو
دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے - (۶) تیرے لیے ایک خزانہ مخفی تھا - ۷- کل لک
ولامرک - ترجمہ - سب تیرے لیے اور تیرے حکم کیلیے ہے - ۸- یا اللہ اب شہر کی بلائیں بھی ٹال دے - ۹- ایک موسیٰ ہے
میں اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا - ۱۰- اجر الاثیم و اریہ الجحیم (ترجمہ حسب تفہیم)
جس نے میرا گناہ کیا ہے - میں اسکو گھسیٹوں گا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا - ۱۱- بلجت آیاتی - ترجمہ - میرے نشان ظاہر ہو جائیں گے
۱۲- قل اللہ ثم ذرھم فی خوضہم یلعبون - ترجمہ - کہدے اللہ ہے اور پھر انکو چھوڑ دے اپنی بیہودگی میں لعب کریں

۱۹- مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- خواب میں مینے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے - کہ مینے خدا کی مرضی کے لیے اپنی مرضی چھوڑ دی
ہے - اسپر مینے انکو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے - یہ فقرہ اس فقرہ سے مشابہ ہے جو زبور میں ہے کہ تو حسن میں
بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے - ۲- اردت زمان الزلزلۃ - یعنی مینے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے -
اس سے کسی معمولی زلزلہ کی طرف اشارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو بڑی زلازل کا ارادہ کیا ہے

یہ ان میں سے ایک ہے جس کا وقت قریب آگیا ہوا معلوم ہوتا ہے - ۲۴- مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- لاکھوں انسانوں کو تہ و بالا کر دوں گا -
۲- انی مع الرسول اقوم - ترجمہ - میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا یعنی اسکی نصرت اور حفاظت کرونگا - ۲۵- مارچ
۱۹۰۷ء - ۱- والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ وللدار الآخرۃ خیر لک من الاولیٰ
ترجمہ - ہم قسم کھاتے ہیں وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ ڈھانپ لیوے کل چیزوں کو - کہ تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ نہیں دیا
اور نہ تجھ سے ناخوش ہوا ہے اور البتہ آخرت کا گھر تیرے لیے اس دنیا کی نسبت بہت بہتر ہے - ۲- واللہ لولا الاکرام
لہلک المقام - ترجمہ - قسم ہے اللہ کی کہ اگر تمہارا اکرام ہم کو منظور نہ ہوتا تو یہ مقام ہلاک ہو جاتا - ۳- اکرام تسمع
بہ الموتیٰ - ترجمہ - تیرا ایسا اکرام کرونگا کہ اسکے ذریعہ سے تو مردوں کو سنائیگا - ۴- علمہ عند ربی لا یضل ربی
ولا ینسیٰ - اسکا علم میرے رب کو ہے میرا رب نہ بے راہ ہوتا ہے اور نہ بھولتا ہے - ۵- لا تطاء قدم العامۃ مقام النبی
ترجمہ - عام لوگوں کا قدم نبی کے مقام کو پامال نہیں کر سکتا - ۶- بلغت قدم الرسول - ترجمہ - میں رسول کی قدم پر پہنچ گیا ہوں -
۷- انی علیٰ کل شیٔ قدیر - ترجمہ - بیشک میں ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہوں - ۲۷- مارچ ۱۹۰۷ء (۱) کا واحد منہم

ثلجہ (۲) انقلب علیٰ عقبیہ - (۳) لقد آثرک اللہ علینا - ۲۸- مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- میرا دشمن ہلاک ہو گیا

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد (٦) بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء نمبر (۴)

فہرست مضامین

قرآن کریم کی حفاظت اور جمع ۱۲۱-۱۳۷

ڈوئی کی موت میں خدائی فیصلہ کا اظہار ۱۳۷-۱۵۵

قرآن کریم کی تفسیر ۱۵۵-۱۵۷

چند نتیجہ خیز تازہ واقعات ۱۵۷-۱۶۰

رؤیا و الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ٹائٹل پیج صفحہ ۲-۳-۴

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو مینجر میگزین کے اہتمام سے شایع ہوا چندہ سالانہ عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن کریم کی حفاظت اور جمع

(۲) وہ دلایل جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کُل قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی ہدایت کے مطابق لکھا گیا تھا

اب جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی کہ آیت کریمہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحٰفظون وغیرہ میں خدا تعالیٰ نے جو وعدہ حفاظت الذکر کا کیا ہے وہ صرف قرآن شریف ہی کی حفاظت کے متعلق ہے اور اس کے سوائے کسی دوسرے نبی کی کوئی کتاب اس وعدہ میں شامل نہیں۔ اور تمام مسلمانان سابقین و متاخرین کا بلا اختلاف یہی اعتقاد رہا ہے تو اب یہ دکھانا ضروری ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کس طرح پورا ہوا۔ اس لیے اسجگہ ہم وہ ظاہری اسباب بیان کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنیکے لیے پیدا کر دیے تھے۔ سب سے پہلے اور نہایت ضروری بات یہ تھی کہ جس شخص پر یہ کلام الٰہی نازل ہوتا تھا اس کے سامنے ہی ضبط تحریر میں بھی آجائے تا بعد میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہو۔ چنانچہ جب کوئی حصہ قرآن شریف کا نازل ہوتا تھا اُسی وقت اسکو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لکھوا دیتے اور مشتہر کرا دیتے اور اکثر صحابیوں کو حفظ کرا دیتے۔ یہانتک کہ اس انتظام کے ساتھ سارے کا سارا قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی زیر حفاظت اور زیر نگرانی لکھا گیا۔ اگرچہ اہل عرب میں قوت حافظہ بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور ہزارہا اشعار اور بڑے بڑے نسب نامے زبانی یاد رکھنا اُن میں عام طور پر مروج تھا۔ مگر رسم تحریر اُنمیں اسلام سے پہلے موجود تھی۔ اور بعض وقت ایسا بھی ہوتا تھا کہ جب کبھی کوئی شاعر اعلیٰ درجہ کی نظم کہتا یا کوئی اعلیٰ درجہ کی نثر تصنیف کرتا تو اُسے لکھ کر کسی نمایاں پبلک مقام پر معلق کر دیتا کہ اُسکے اس کے ہموطن دیکھ سکیں اور اُس کی تعریف کریں۔ چنانچہ مشہور معلقات جو آجتک سبعہ معلقہ کے نام سے موسوم ہیں

اسی طرح لٹکائے گئے تھے۔ عربی زبان میں سبعہ سات کو کہتے ہیں اور ان کو سبعہ معلقہ اس لیے کہتے ہیں کہ دراصل یہ سات نظمیں ہیں جو سات مختلف شعراء زمانہ جاہلیت کی کہی ہوئی ہیں۔ جن کو یکے بعد دیگرے انکے مصنفوں نے لکھکر کعبہ کی دیوار پر معلق کر دیا۔ جہاں بہت عرصہ تک وہ لٹکی رہیں۔ بہت سے واقعات جو احادیث کے ذریعہ سے محفوظ ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ سارا قرآن شریف حضور فخر موجودات سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ضبط تحریر میں آچکا تھا۔ بلکہ خود قرآن شریف میں ہی بہت سے ایسے حوالے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسی زمانہ میں لکھا بھی گیا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم ان دو ذرائع شہادت کے متعلق کچھ ذکر کریں ہم سر ولیم میور کی لائف آف محمدؐ کے دیباچہ کے صفحہ ۲۸ سے ذیل کی عبارت کا اقتباس کرتے ہیں جس میں عیسائی مصنف نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس امر کی شہادت کثرت سے موجود ہے کہ قرآن شریف حضور رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلعم کی آنکھوں کے سامنے لکھا جا چکا تھا۔ اور یہ ایسی زبردست شہادت ہے کہ جس کو قبول کرنے سے اسلام کے ایسے خطرناک مخالف کو بھی گریز کی جگہ نہ مل سکی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے "لیکن اس بات کو ماننے کیلیے بہت زبردست وجوہ موجود ہیں کہ (حضرت) رسول (کریم صلعم) کی زندگی میں متفرق طور پر قرآن شریف کے نسخے لکھے ہوئے صحابہؓ کے پاس موجود تھے اور ان نسخوں میں سارا قرآن یا قریباً سارا لکھا ہوا موجود تھا۔ اس میں شک نہیں کہ (حضرت) محمد (مصطفےٰ صلعم) کے دعوے نبوت سے بہت پہلے مکہ میں فن تحریر مروج تھا۔ اور مدینہ میں جاکر تو خود پیغمبر (خدا صلعم) نے اپنے مراسلات لکھوانیکے لیے کئی صحابی مقرر کیے ہوئے تھے ..... جو لوگ بدر میں گرفتار ہو کر آئے تھے انہیں اس شرط پر وعدہ رہائی دیا گیا تھا کہ وہ بعض مدنی آدمیوں کو لکھنا سکھلا دیں۔ اور اگرچہ اہل مدینہ اہل مکہ کے برابر تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن وہاں بھی بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو اسلام سے پہلے لکھنا جانتے تھے۔"

خود قرآن شریف میں بھی بہت کثرت سے اس امر کی شہادت موجود ہے کہ یہ اُسوقت لکھا ہوا موجود تھا۔ پہلے تو لفظ کتاب ہی قابل غور ہے جو بار بار مختلف صورتوں میں قرآن کریم کی نسبت آیا ہے - اور کتاب کے معنے لکھے ہوئے کے ہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف کو صحف بھی کہا گیا ہے جس کے معنے لکھے ہوئے کاغذ کے ہیں۔ چنانچہ سورۃ البینہ میں ہے رسول من الله یتلوا صحفاً مطهرۃ ٥ فیها کتب قیمة۔ یعنی اللہ کا رسول مقدس اوراق پڑھ کر سناتا ہے جن میں مضبوط کتابیں موجود ہیں۔ اب یہ اوراق مقدس قرآن شریف کے اوراق ہیں اور کتب قیمہ اسکی سورتیں ہیں۔ کیونکہ نہ صرف کامل قرآن شریف ہی کو الکتاب کہا گیا ہے۔ بلکہ اسکی ہر ایک سورۃ کو بھی کتاب کا نام دیا گیا ہے۔ ایسا ہی سورہ عبس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلا انها تذكرة ٥ فمن شاء ذكره ٥ في صحف مكرمة ٥ مرفوعة مطهرة ٥ بايدي سفرة ٥ كرام بررة ٥ ترجمہ۔ قرآن تو (سر نامہ) نصیحت ہے پس جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے اور (وہ قرآن) اوراق میں (لکھا) ہے جن کی تعظیم کیجاتی ہے

(اور وہ) اونچی جگہ رکھے ہوئے (ہیں اور) پاک (ہیں) (اور ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں میں (رہتے ہیں) جو بزرگ (اور) نیکوکار ہیں" لفظ صحف جو یہاں استعمال ہوا ہے وہ صحیفہ کی جمع ہے۔ اور یہ وہی لفظ ہے جو ان تمام مجموعوں کیلیے بولا جاتا ہے جو زید نے حضرت عثمان اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جمع کیے تھے۔ پس یہ امر نہایت صفائی سے ثابت ہے کہ خود قرآن کریم نے اپنے لیے لفظ کتاب اور صحیفہ استعمال کیے ہیں اور ان دونوں لفظوں کے عربی زبان میں "لکھی ہوئی کتاب" معنے ہیں۔ جو ہر ایک لغت عرب سے ثابت ہے۔ اور آجتک عام طور پر لفظ مصحف کا قرآن کریم کے لیے بولا جاتا ہے۔ جو وہ بھی صحیفہ سے ماخوذ ہے۔ اور اس کے معنے ایک ایسی کتاب ہیں جسمیں بہت سے صحیفے جمع ہوں۔ یعنی لکھے ہوئے اوراق ہوں۔

قرآن شریف کے دیگر مقامات سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اسکی سورتیں ابتدائی زمانہ میں ہی لکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ سورۃ الواقعہ میں جو ابتدائی مکی سورتوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی نسبت فرماتا ہے انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنی یہ (قرآن) بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں لکھا ہوا۔ اسے وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں۔ ان آیات سے دو باتیں پایہ ثبوت کو پہنچتی ہیں ایک تو یہ کہ قرآن ایک محفوظ کتاب ہے یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جسے کوئی محرف و مبدل نہیں کر سکتا۔ دوسرا یہ کہ قرآن کریم اسی ابتدائی زمانہ میں لکھا جا چکا تھا کیونکہ ناپاکوں کو اسے چھونے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ایک بڑی موٹی بات ہے کہ مس کرنیکے لیے کسی شے کا وجود جسمانی رنگ میں ہونا ضروری ہے الفاظ کو مس نہیں ہو سکتا۔ اگر وہی الفاظ ضبط تحریر میں آکر کتاب کی صورت بن جائیں تو وہ ایک جسم بنجاتا ہے اور چھوا جاسکتا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن کریم اسی ابتدائی زمانہ میں لکھا جا چکا تھا اور کتاب کی صورت میں تھا۔ اگر یہ لکھا ہوا نہ ہوتا تو اسپر لفظ مس کا اطلاق ہی نہ ہوتا۔✤ راڈول ایک یورپین ہے جس نے قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس نے اپنے انگریزی ترجمہ میں اس موقعہ پر مفصلہ ذیل حاشیہ دیا ہے جو ہمارے ناظرین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا اور وہ یہ ہے "اس جملہ سے کم از کم اتنا تو پتہ ملتا ہے کہ قرآن شریف کی سورتوں کے لکھے ہوئے نسخے اُسوقت عام طور پر زیر استعمال تھے۔ حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ فرماتی ہیں کہ جب وہ مسلمان ہونے لگے تو انہوں نے مجھے کہا کہ سورہ طٰہٰ کا نسخہ میرے ہاتھ میں دیدو۔ آیات ۷۷-۷۸ جنکا اوپر ذکر ہوا ہے وہ بحکم خلیفہ محمد ابو القاسم بن عبد اللہ قرآن کریم کی تمام جلدوں پر لکھی جانی شروع ہوئیں۔" (دیکھو ترجمہ قرآن راڈول صفحہ ۴۵) یہ بات صحیح نہیں کہ اس جملہ سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے صرف بعض حصے ہی لکھے گئے تھے۔ اس عبارت سے کسی طرح یہ نہیں پایا جاتا کہ کوئی حصہ قرآن شریف کا ایسا بھی رہ گیا تھا کہ جو لکھا نہ بھی گیا ہو۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ سارا قرآن لکھی ہوئی کتاب تھی نہ یہ کہ بعض حصے اُسکے لکھنے سے رہ گئے یا چھوڑے گئے تھے۔ پس ان آیات میں یہ شہادت صریح طور پر موجود ہے،

✤ یہ ظاہری معنے ان آیات کے ہیں اور ان معنوں کو اختیار کرنے سے دوسرے معنوں کا انکار لازم نہیں آتا۔ منہ

کہ سارا قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور اگر کوئی شخص اس کے برخلاف یہ کہے کہ بعض حصے لکھے ہوئے تھے اور بعض نہیں تو اسکا فرض ہے کہ اپنی بات کو ثابت کرنیکے لیے اس کے مخالف شہادت پیش کرے۔ لیکن ساری قرآن کریم اور ساری احادیث شریفہ میں کہیں اس قسم کی مخالف شہادت کا ایک شمہ بھی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ تمام مسلمان قرآن شریف کے ہر ایک لفظ کی برابر وہی تکریم و تعظیم کرتے اور اس کے منجانب اللہ منزل ہونے پر ایمان رکھتے تھے اسلیے ایسا گمان کرنا کہ کوئی حصہ اسکا لکھا گیا تھا اور کوئی نہ لکھا گیا تھا سراسر نادانی اور نامعقولیت ہے۔ ساری اسلامی تاریخ میں کہیں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں نظر آتا کہ جس سے یہ نتیجہ نکالنے کا کسی کو حق پہنچ سکے کہ قرآن شریف کی بعض سورتوں کو بعض سے متفاوت اور مختلف سمجھا جا سکے۔ اور یہ خیال کیا جا سکے کہ بعض سورتیں لکھی گئی تھیں اور بعض کو اس لایق نہیں سمجھا گیا تھا کہ وہ لکھی جاتیں۔ یا یہ کہ ساری سورتوں کی مساوی احتیاط نہیں کی گئی۔ یا یہ کہ قرآن شریف کے ہر ایک لفظ کی حفاظت کے لیے مساوی خواہش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور بزرگان دین نے نہ کی تھی بعض کی کی اور بعض کی نہ کی یا کچھ کم کی۔ قرآن شریف خود فرماتا ہے کہ وہ ایک کتاب ہے مقدس اوراق میں لکھی ہوئی ہے۔ جسے پاکوں کے سوا کوئی چھو نہیں سکتا۔ اور یہ الفاظ قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کے متعلق ہیں۔ نہ کسی خاص حصہ یا خاص سورت کے متعلق۔

ماسوائے اسکے ایک اور دلیل جو قرآن شریف کے لکھا ہوا ہونے پر خود قرآن کریم سے ہی ملتی ہے یہ ہے کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ یہ قرآن گویا (نعوذ باللہ منہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی بنا لیا ہوا ہے۔ خدا کی طرف سے الہامی نہیں۔ ایسے لوگوں کو چیلنج کیا گیا تھا۔ ام یقولون افترٰہ ۔ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ یعنی (اے پیغمبر) کیا (کافر) کہتے ہیں کہ اس (شخص یعنے تم) نے قرآن کو اپنے دل سے بنا لیا ہے تو (ان لوگوں سے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی (اہل زبان ہو) اسی طرح کی بنائی ہوئی (زیادہ نہیں) دس (ہی)، سورتیں لے آؤ اور خدا کے سوا جسکو (مدد کے لیے) تم سے بلاتے بن پڑے بلا لو۔" یہ آیتیں سورۃ ہود میں ہیں۔ اور سورۃ ہود مکہ میں اُسوقت نازل ہوئی جبکہ ابھی ہجرت بھی نہ ہوئی تھی۔ ایسے ہی سورہ بنی اسرائیل جو اس سے بھی پہلے کی نازل شدہ ہے اسکی ۹۱ آیت میں یہ چیلنج درج ہے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھٰذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ یعنی (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ اگر آدمی اور جن جمع ہو کر (اس بات پر آمادہ) ہوں کہ اس قرآن کی طرح کا (اور کلام) بنا لائیں تو وہ کبھی اس جیسا نہیں بنا لا سکتے اگرچہ اُنمیں سے ایک کی پشتی پر ایک (کیوں نہ) ہو۔" پھر سورۃ البقرہ کی آیات ۲۱-۲۲ میں یہ تحدی درج ہے۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم

صٰدقین۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔ یعنی ”اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر (قرآن) اُتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو (اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے) اور (اپنے اس دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی ایک ہی سورۃ (تم بھی بنا) لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جو (تمہاری حمایت کو) آموجود ہوں اُنکو بھی بلا لو پس اگر (اتنی بات بھی) نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو (دوزخ کی) آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے۔ جو منکروں کے لیے تیار ہے“۔ یہ آیت مدنی ہے۔ اب ان مکی اور مدنی سورتوں میں کہیں یہ چیلنج ہے کہ اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اور کہیں یہ تحدی ہے کہ ایک ہی سورۃ اس کے مقابلہ میں بنا لاؤ۔ ان باتوں سے صاف طور پر عیاں ہو رہا ہے کہ قرآن شریف کی سورتیں ان چیلنجوں کے وقت لکھی ہوئی تیار تھیں۔ کیونکہ سورتیں لکھی موجود نہ ہوتیں تو ایسا چیلنج بے معنے ہوتا۔ اور کوئی بات بالفعل مقابلہ کے لیے موجود نہ ہوتی۔ کفار کو کیا پڑا تھا کہ وہ قرآن شریف سالم کو یا اسکی بعض سورتوں کو زبانی حفظ کرتے اور پھر مقابلہ کیلیے بلائے جاتے۔ جب تک کہ لکھا ہوا قرآن موجود نہ ہوتا اسوقت تک انکو مقابلہ کیلیے بلایا نہ جاسکتا تھا کیونکہ ضروری ہے کہ جس چیز کا مقابلہ کرنیکے لیے کسی کو تحدی کیجائے تو وہ چیز بھی اس کے سامنے رکھی ہو ورنہ وہ مقابلہ ہی کیا کرسکتا ہے اور اگر قرآن شریف کی سورتیں لکھی ہوئی موجود نہ ہوتیں تو یقیناً کفار کیطرف سے یہی جواب دیا جاتا کہ پہلے ہمیں وہ سورتیں تو دکھاؤ جنکا مقابلہ چاہتے ہو۔

قرآن شریف کی شہادت کے علاوہ اعلیٰ طبقہ کی صحیح احادیث میں بہت سارے واقعات ایسے درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی ہوتی تھی تو وہ اسی وقت لکھ لی جاتی تھی صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پہلے پہل آپؐ کو وحی ہوئی تو اُسوقت آپ غار حرا میں تھے۔ جبرائیل آپؐ کے پاس آیا۔ اور کہا اقرأ یعنی پڑھو آپ نے جواب دیا کہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ تین دفعہ جبرائیل نے یہی کہا۔ اور اس کے بعد پھر آپ کو سورۃ علق کی ابتدائی آیات پڑھائیں۔ اب فرشتہ کا یہ کہنا کہ تم پڑھو اور آنحضرت صلعم کا یہ جواب دینا کہ میں پڑھ نہیں سکتا صاف بتا رہا ہے کہ یہ وحی آپ کو کسی قرطاس پر لکھی ہوئی دکھائی گئی تھی۔ اور گو آنحضرت صلعم خود نہ لکھ سکتے اور نہ پڑھ سکتے تھے۔ سب سے پہلی وحی کا لکھی ہوئی دکھایا جانا۔ اور یہ کہا جانا کہ پڑھو! اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو وحی تم پر ہوگی اسکو احتیاط سے لکھتے رہنا تاکہ ہر ایک اسکو پڑھ سکے۔ یہ تو صرف ایک لطیف اشارہ ہے مگر اسکے علاوہ کثرت سے احادیث پائی جاتی ہیں جنمیں صراحت سے یہ ذکر ہے کہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت یا سورۃ جیسے کہ وہ نازل ہوتی فوراً اُسی وقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھ لی جاتی۔ چنانچہ حدیث ذیل میں حضرت عثمان رضؓ نے قرآن شریف کی آیات کے لکھے جانیکا طریق بیان کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں ود کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ ایسے اوقات میں جب آپ پر چند سورتیں ایک ہی وقت میں نازل

ہوتی رہتی تھیں جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ان شخصوں میں سے جو قرآن کریم کو لکھا کرتے تھے کسی ایک کو بلا بھیجتے اور اسکو فرما دیتے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں جہاں ایسا ایسا ذکر ہے لکھو" فتح الباری میں (جلد ۹ صفحہ ۱۹) اس حدیث کے متعلق لکھا ہے۔ وروی احمد واصحاب السنن الثلثة وصححه ابن حبان والحاکم من حدیث عبد الله بن عباس عن عثمان بن عفان قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم مما یأتی علیه الزمان ینزل علیه من السور ذوات العدد فکان اذا نزل علیه الشئ یدعو بعض من یکتب عنده فیقول ضعوا هذا فی السورة التی یذکر فیها کذا۔ اس حدیث سے یہ نہیں پایا جاتا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح صرف ایک ہی دفعہ عمل کیا۔ بلکہ اس بات کا کھلے طور سے بیان ہے کہ آپ کا ہمیشہ یہی عمل تھا کہ جب کبھی کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو کسی کاتب الوحی کو بلوا کر فوراً لکھوا دیتے۔ جو شخص اس عمل حضرت رسالت پناہ صلعم کی روایت کرتا ہے وہ حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی ہیں جو ابتدائی زمانہ میں ہی اسلام لے آچکے ہوئے تھے اور آنحضرت صلعم کے ساتھ بہت قریبی رشتہ بھی رکھتے تھے یعنی آپ کے داماد بھی تھے پس یہ امر نہایت صفائی سے ثابت ہے کہ ہر ایک سورۃ قرآن شریف کی اور ہر ایک آیت قرآن شریف کی آنحضرت صلعم کے حکم وہدایت سے آپ کے سامنے اُسی وقت لکھ لیجاتی جبکہ وہ نازل ہوتی۔ اور مزید احتیاط آپ یہ فرماتے کہ جب کبھی دو یا دو سے زیادہ سورتیں ابھی غیر مکمل ہوتیں تو جس مقام اور سورۃ اور موقعہ پر وہ آیت لکھنی چاہیئے تھی اُسی جگہ لکھنے کی ہدایت فرماتے تاکہ کاتب ایک سورۃ کی آیات کو کسی دوسری سورۃ کی آیات سے مخلوط نہ کر سکیں۔ ایک طرف قرآن کریم کے لکھا جانیکے متعلق ایسی زبردست شہادت موجود ہے اور دوسری طرف اسکے نہ لکھا جانیکے متعلق کوئی کمزور سے کمزور روایت بھی پیش نہیں کیجاتی۔ ان تمام امور سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ سارے کا سارا قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی لکھا گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اس امر پر اکیلی ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت ساری روایات صحیح احادیث میں ایسی موجود ہیں جو اس گواہی کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً بخاری باب کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں براء کی روایت سے یہ حدیث ہے قال لما نزلت لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله قال النبی صلی الله علیه وسلم ادع لی زیدا ولیجئ باللوح والدواة والکتف او الکتف والدواة ثم قال اکتب لایستوی القاعدون الخ یعنی جب آیت لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله (سورۃ النساء آیت ۹۸) نازل ہوئی تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بلا لاؤ اور کہو کہ دوات اور لوح ساتھ لا دے۔ پھر جب وہ آپہنچا تو اُسے حکم دیا کہ لایستوی الخ۔ ساری آیت لکھو۔ ایسے ہی بخاری کے اسی باب میں ایک اور حدیث آئی ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید کو مخاطب کرکے فرمایا کہ انک کنت تکتب الوحی

لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بیشک تو آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا۔ اس مکرم عہدہ کتابت وحی پر حضرت زیدؓ تو مامور ہی تھے اور اس ماموریت کی وجہ سے کثیر حصہ مدنی وحی کا انہوں نے ہی لکھا تھا۔ لیکن انکے سوا اور بھی وحی نبوت لکھنے والے اصحاب تھے۔ جنہوں نے مکی سورتیں مکہ میں لکھیں اور بعض مدنی آیات کو جب کبھی حضرت زید موجود نہ ہوتے تو انکی غیر حاضری میں اوروں نے لکھا۔ ان معظم اور مقدس بزرگوں کے اسمار کی فہرست میں حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عثمان۔ حضرت عمر۔ حضرت علی۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (جو ایک وقت میں مرتد بھی ہو گیا تھا اور فتح مکہ کے بعد پھر مسلمان ہوا تھا) حضرت زبیر بن عوام۔ حضرات خالد و ابان ابنائے سعید۔ ابی بن کعب حنظلة بن الربیع۔ معیقیب بن ابو فاطمہ۔ عبد اللہ بن ارقم۔ شرجبیل بن حسنہ۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ دیکھو فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۹ باب کاتب وحی رسول اللہؐ۔ اس بات سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب میں صرف اتنے ہی لکھے پڑھے لوگ تھے۔ اور صرف انہوں نے ہی قرآن شریف کی نقلیں بھی کیں۔ یہ تو صرف ان لوگوں کے نام ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی لکھنے کیلیئے بلا لیا کرتے تھے اور جن کے نام کاتبان وحی کی حیثیت سے احادیث میں موجود ہیں۔ مگر احادیث میں بھی اُن سب بزرگوں کے اسماء درج نہیں جو وحی نبوت کی کتابت کا کام کرتے تھے۔ بلکہ صرف چند نام درج ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جن سے یہ بات صریح طور سے ثابت ہوتی ہے کہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت اُسی وقت ضبط تحریر میں لائی جاتی تھی جس وقت نازل ہوتی تھی۔ لیکن انکے ماسوا بہت سارے ایسے واقعات موجود ہیں۔ جو دوسرے طور پر اس ثبوت کو اور بھی مضبوط کرتے ہیں۔ مثلاً صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا لاتکتبوا عنی شیئاً غیر القراٰن۔ یعنی مجھ سے سوائے قرآن کوئی شے مت لکھو۔ یہ ہدایت اس غرض سے احتیاطاً حفظ ماتقدم کے طور پر کیگئی تھی کہ قرآن شریف کے ساتھ حضور سرور کائنات صلعم کی اپنی باتیں کہیں لوگ نہ ملادیں۔ اور یہ بات بھی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کے نہایت احتیاط اور صحت کے ساتھ لکھے جانیکا کیسا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس ہدایت کا ماحصل یہی ہے کہ قرآن شریف لکھا جاتا تھا۔ اور سارے کا سارا لکھا گیا۔ اگر قرآن شریف کی ہر ایک آیت اور سورۃ لکھنے کا دستور نہ ہوتا تو اس ہدایت کی ضرورت ہی کیا ہو سکتی تھی۔ اور آنحضرت صلعم کی دوسری باتوں کے لکھے جانے میں اعتراض ہی کیا ہو سکتا تھا۔ اور انکے قرآن شریف سے مخلوط ہونے سے احتیاط کی ضرورت ہی کیا ہو سکتی تھی بخاری کتاب العلم کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن مقامات پر لکھنے والوں کی طرف سے کسی اختلاط کا اندیشہ نہ تھا وہاں بعض احادیث لکھ لینے کی اُنہیں اجازت دیگئی۔ جس سے یہ بات اور بھی مضبوط ہوتی ہے۔

پھر جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو اُسوقت کی سرگذشت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف اُس زمانہ

میں ہی لکھا جاتا تھا۔ چنانچہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضؓ زمانہ جاہلیت میں بہت غضبناک اور پُر جوش طبیعت رکھنے تھے اور غالی بت پرست تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلعم شرک اور بت پرستی کے مذہب کی بیخ اُکھاڑنے کے درپے ہیں تو اس جوش میں آکر یہ ارادہ کیا کہ میں آنحضرت صلعم کو ہی جان سے مار دونگا۔ ایک دن یہ بات دل میں ٹھان کر گھر سے ہی برہنہ شمشیر نکالے ہوئے آنحضرت صلعم کی طرف روانہ ہوئے کہ جہاں کہیں وہ ملیں گے وہیں اُنکو قتل کر دونگا۔ راستے میں جاتے ہوئے اُنکو یہ خبر بھی ملی کہ انکی اپنی ہمشیرہ فاطمہ اور اسکا خاوند سعید بن زید مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ بات سُنکر وہ اور بھی غصہ میں بھڑکے اور وہیں سے سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے کہ تا پہلے انکا کام ہی تمام کیا جائے۔ حضرت عمر رضؓ اپنی بہن کے گھر پہنچے تو اُسوقت اُن کے گھر میں ایک تیسرا آدمی بھی موجود تھا جسکا نام خباب تھا۔ اور جسکو حضرت عمر رضؓ جانتے تھے کہ وہ مسلمان ہے۔ خباب کے پاس اُسوقت ایک جلد موجود تھی جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ اور وہ اُسوقت حضرت عمر رضؓ کی ہمشیرہ اور اسکے خاوند کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہا تھا جب اُنکو معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضؓ آرہے ہیں تو فوراً خباب تو ایک گوشہ میں جا چھپے اور فاطمہ ہمشیرہ حضرت عمر رضؓ نے وہ جلد اُٹھا کر اپنے پاس چھپا لی لیکن انکا چھپنا چھپانا بالکل بے سود تھا کیونکہ حضرت عمر رضؓ انکے نزدیک ایسے مقام پر پہنچ گئے ہوئے تھے کہ انہوں نے خباب کا پڑھانا اور انکا پڑھنا سُن لیا تھا۔ پس جب آپ کمرہ کے اندر داخل ہوئے تو اندر قدم رکھنے کے ساتھ ہی پہلا سوال یہ کیا کہ تم کیا پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپنے کچھ نہیں سُنا ہوگا حضرت عمر رضؓ نے جواب دیا نہیں میںنے سُنا ہے اور مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین قبول کر لیا ہے۔ یہ بات کہتے ہی انہوں نے اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا کہ اسکا کام تمام کریں۔ یہ ماجرا دیکھتے ہی انکی ہمشیرہ اپنے خاوند کو چھڑانیکے لیے آن بیٹھی۔ اس ہنگامہ میں فاطمہ کو سخت زخم لگا۔ حضرت سعید اور فاطمہ دونوں بیوی میاں نے حضرت عمر رضؓ سے کہا کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اب تمہاری مرضی ہے جو چاہو ہم سے سلوک کرو۔ جب حضرت عمر رضؓ نے اپنی ہمشیرہ کا خون بہتے دیکھا تو اپنی اس حرکت پر بہت پشیمان ہوئے۔ اور انہیں کہا کہ جو کتاب تم پڑھ رہے تھے وہ لاؤ اور مجھے بھی دکھاؤ کہ میں بھی دیکھوں تو سہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا لا کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضؓ خود لکھے پڑھے تھے جب انہوں نے باصرار طلب کیا تو انکی ہمشیرہ ڈریں کہ مبادا کہیں لیکر وہ اس کتاب کو ضایع ہی نہ کر دیں۔ اس لیے اس نے حضرت عمر رضؓ سے عہد لیا اور انہوں نے اپنے بتوں کی قسم کھائی کہ میں یہ کتاب ضایع نہیں کرونگا۔ بلکہ دیکھکر واپس کر دونگا۔ پھر اُس نے کہا کہ تم مشرک نجس ہو اس لیے اسکو چھونے کے لیے طہارت کی ضرورت ہے۔ اسپر حضرت عمر رضؓ نے غسل کیا اور پھر انکی ہمشیرہ نے وہ جلد اُنکے ہاتھ میں دیدی جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضؓ نے اس میں سے کچھ حصہ پڑھا اور بہت تعجب کیا کہ یہ ایسی عجیب کتاب ہے اور بہت ہی عزت کی۔ پھر خباب نے انکا میلان دیکھکر کہا کہ آپ اسلام قبول کر لیں۔ یہ ایک لمبی واردات ہے ہم اسکو اسی جگہ تک لکھکر چھوڑتے ہیں اس سے صاف ثابت ہے کہ

اس ابتدائی زمانہ میں ہی مسلمانوں میں عام طور پر لکھے ہوئے قرآن شریف مستعمل تھے۔ البتہ بعض وقت نادان لوگ بے سمجھی سے یہ اعتراض کردیا کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ بعض سورتیں اسوقت لکھی گئی تھیں لیکن نہیں کہ سارا قرآن لکھا ہوا تھا یعنی جسقدر نازل ہوتا جاتا ہو سب ہی لکھ لیا جاتا ہو۔ یہ اعتراض لغو ہے۔ اوّل تو یہ بیان کہ سورہ طٰہٰ اسوقت یعنی حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنیسے پہلے لکھی ہوئی موجود تھی اس لیے نہیں کیا گیا کہ سورہ طٰہٰ کی کسی خاص فضیلت کا اظہار مقصود تھا۔ تاکہ کوئی شخص یہ خیال کر سکے کہ راوی نے اس واقعہ کو سورۃ مذکور کی خاص فضیلت کے ظاہر کرنے کی نیت سے بیان کیا تھا۔ قصہ تو ایک اور غرض کیلیے بیان کیا گیا تھا اور یہ ذکر اتفاقی طور پر درمیان میں آگیا۔ اس لیے اس سے یہ بات بہت واضح طور سے عیاں ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا ابتدائی زمانہ میں کیا عمل تھا۔ قرآن شریف کے ابتدائی زمانہ سے ہی لکھے جانیکے متعلق یہ واقعہ ہی ایک ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے سوا کوئی اور شہادت نہ بھی موجود ہو اور یہی ایک شہادت موجود ہو تو اس سے ہی یہ بات کافی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ جتنی سورتیں اُسوقت تک نازل ہو چکی تھیں وہ سب لکھی ہوئی موجود تھیں۔ اور انکے لکھنے کی رسم اُنہیں جاری تھی۔ یہ بات کسی طرح مانی نہیں جا سکتی کہ صرف سورہ طٰہٰ ہی لکھی گئی اور باقی کوئی سورۃ اُسوقت تک نہ لکھی گئی تھی۔ سورہ طٰہٰ کو کوئی ایسی خصوصیت حاصل نہ تھی کہ جس ترجیح کی وجہ سے یہ تو لکھی جاتی اور دوسری سورتوں کو نہ لکھا جاتا۔ بلکہ یہ تو ایک ایسی سورۃ ہے جو نمازوں میں بعض اور سورتوں کی طرح عام طور پر نہیں پڑھی جاتی تھی۔ اور اس کے سوا کئی ایسی سورتیں ہیں جن میں کئی تو اس سے لمبی اور کئی اس سے چھوٹی ہیں جن کو عام طور پر نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے یہ بات سمجھنی بہت آسان ہے کہ جب ایسی سورۃ کا لکھے ہوئے موجود ہونا ثابت ہے تو دوسری سورتوں کا ضبط تحریر میں اُسی وقت سے محفوظ ہونا بطرز اولیٰ ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ انکی لکھی ہوئی جلدیں تو بکثرت استعمال میں آتی ہونگی۔ اس لیے سورہ طٰہٰ کے لکھے ہوئے موجود ہونے اور اس لکھی ہوئی سورۃ کے حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ فاطمہ کے خاندان میں موجود اور مستعمل ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام مسلمان اس سورۃ کو اور اس کے علاوہ تمام سورتہائے نازل شدہ کو اسطرح استعمال کرتے تھے۔ ایسا ہی حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ کا انکو یہ کہنا کہ نجس ہونیکی حالت میں کوئی شخص قرآن شریف کو ہاتھ نہیں لگا سکتا یہ بھی اس بات پر شہادت ہے کہ لکھے ہوئے نسخے قرآن کریم کے اس کثرت سے استعمال میں تھے کہ ایک نئے مسلمان شدہ شخص کو بھی یہ پتہ تھا کہ نجاست کیحالت میں قرآن شریف کو مس کرنا منع ہے۔ ان تمام باتوں سے بہت صاف ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ قرآن شریف کی ساری سورتیں اُسی زمانہ میں لکھی ہوئی مسلمانوں میں استعمال ہوتی تھیں جس زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد ابھی بہت کم تھی۔ اور وہ مکہ میں تھے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن شریف کو جمع کیا

تو اُسوقت کے واقعات سے بھی جو پیش آئے تھے اور جو کتب میں صحیح اور مستند طور سے درج ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی لکھی جا چکی تھی۔ اُسوقت سورہ توبہ کی دو آیتوں کے متعلق یہ واقعہ پیش آیا کہ باوجود حضرت زید کو یہ علم ہونیکے کہ وہ آیات قرآن شریف کی ہیں انکو نہ لیا گیا جب تک وہ لکھی ہوئی نہ ملیں۔ چنانچہ حضرت زید خود یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ فتتبعت القرآن اجمعه .... حتّٰی وجدت اٰخر سورة التوبة مع ابی خزیمة الانصاری لم اجدها مع احد غیره لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حتّٰی خاتمة براءة۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں نے قرآن شریف کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا یہانتک کہ سورہ توبہ کا آخری حصہ مجھے ابو خزیمہ انصاری کے پاس سے ملا جو اور کسی کے پاس نہ تھا اور وہ یہ ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم۔ خاتمہ سورہ براءة تک۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید کو یہ علم تھا کہ یہ آیتیں سورہ توبہ کے آخر میں ہیں اور پھر انکو تلاش کرتے تھے جس سے سوائے اسکے کچھ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ تلاش تحریر کی تھی۔ (دیکھو صحیح بخاری باب جمع القرآن) جس حدیث کا یہ ایک حصہ ہے اس کی تشریح مصنف فتح الباری نے ان الفاظ میں لکھی ہے۔ فلم یأمر ابوبکر الا بکتابة ما کان مکتوبًا ولذٰلك توقف زید عن کتابة الاٰیة من اٰخر سورة براءة حتّٰی وجدها مکتوبة مع انه کان یستحضرها هو ومن ذکر معه اور پھر لکھتا ہے۔ وکان القراٰن مکتوبًا فی الصحف ولکن کانت مفرقة فجمعها ابوبکر فی مکان واحد۔ ترجمہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سوائے اُس کے جو لکھا ہوا موجود تھا کسی اور شے کے لکھنے کا حکم نہ دیتے تھے یعنی انہوں نے قرآن شریف جمع کرانے میں اتنی بڑی احتیاط فرمائی کہ جس طرح اور جو کچھ آنحضرت صلعم کی حیات میں لکھا جا چکا تھا وہی لکھنے دیا۔ اسی وجہ سے زید کو جو سورة توبہ کے آخری حصہ کی آیات کو جانتا تھا کہ یہ بھی قرآن ہی کا حصہ ہیں ان کے درج کر لینے میں بہت تامل رہا جب تک کہ اسے وہ لکھی ہوئی نہ مل گئیں۔" "اور سارا قرآن قلمی لکھا ہوا تھا۔ مگر یہ قلمی لکھے ہوئے حصے متفرق لوگوں کے پاس تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کوشش کر کے انہیں ایک جگہ اکٹھا کر دیا۔" ایک اور روایت ابن ابی داؤد سے یوں آئی ہے۔ قال قام عمر فقال من کان تلقّٰی من رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئًا من القراٰن فلیأت به وکانوا یکتبون ذٰلك فی الصحف والالواح والعسب قال وکان لا یقبل من احد شیئًا حتّٰی یشهد شاهدان۔ ترجمہ۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے قرآن شریف کو جمع کرنیکا کام ہاتھ میں لیا تو حضرت عمر رضؓ نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ جس کسی کے پاس قرآن شریف کا کوئی حصہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہوا ہے وہ لے آوے۔ اُن دنوں میں لوگ قرآن شریف کو کاغذ اور الواح اور کھجور کی ٹہنیوں پر لکھا کرتے تھے۔ کسی شخص سے کوئی حرف بھی لکھا ہوا منظور نہ کیا جاتا تھا جب تک کہ دو گواہوں کی گواہی نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خالی تحریر بھی کافی نہ تھی جب تک دو گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ وہ تحریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لکھی گئی تھی۔ جیسا کہ فتح الباری میں بھی لکھا ہے۔ وکان غرضہم ان لا یکتب الا من عین ماکتب بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا من مجرد الحفظ۔ یعنی اسقدر احتیاط سے غرض انکی یہ تھی کہ سوائے اس کے کچھ نہ لکھا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے لکھا گیا تھا اور مجرد حافظ سے کچھ نہ لکھا جاوے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فی العسب والقضم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسوقت دنیا سے اُٹھائے گئے جب قرآن شریف صرف کھجور کے پتوں اور کھالوں پر لکھا ہوا تھا۔ ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن شریف کی ہر ایک آیت اور ہر ایک سورۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے ماتحت آپ کی زندگی میں اور آپ کے سامنے لکھی گئی تھی۔ یہ ایسی متفقہ اور مضبوط شہادت ہے کہ اس کے برخلاف ایک بھی حدیث ایسی نہیں ملتی کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ فلاں سورۃ یا فلاں حصہ قرآن شریف کا لکھا نہ گیا تھا۔ جیسا کہ ان دشمنان حق و راستی کی علی العموم عادت ہوتی ہے اسی طرح مصنف تاویل القرآن نے بھی نہایت ظالمانہ عناد اور فساد نیت سے راستی اور تحقیق سے آنکھیں بند کر کے قرآن شریف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لکھے جانیکی ثابت شدہ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی عبث کوشش کی ہے۔ اور قرآن شریف کے لکھا جانیکی اسطرح بے اعتباری کرنا چاہتا ہے کہ گویا صحابہؓ میں ایسے آدمی ہی موجود نہ تھے جو لکھنا جانتے ہوں۔ چنانچہ یہ باطل پرست دشمن حق محض دجل اور دھوکہ دہی کی راہ سے لکھتا ہے کہ "صحابہؓ میں لکھے پڑھے النادر کالمعدوم تھے" اور پھر لکھتا ہے کہ "جب ہم زید بن ثابت کی قابلیت تحریر کی کیفیت معلوم کرتے ہیں تو یہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ زید مدینہ میں آکر مسلمان ہوئے اور بالکل صاحبزادہ تھے قلم پکڑنا بھی نہ جانتے تھے۔ حضرت کی جو کچھ کتابت کا کام تھا وہ یہود کرتے تھے۔ پس بتاؤ کہ چودہ پندرہ برس اس سے پہلے وحی قرآن کس نے لکھی" پھر "عبد اللہ بن ابی سرح" کا ذکر کر کے کہ وہ مرتد ہو گیا تھا۔ یہ دشمن حق محض کذب اور افترا کے طور پر لکھتا ہے کہ "جب مومنوں میں اہل قلم کا یہ توڑا ہوا اور ایسی ایسی ناکامیاں ہوئیں تو مصلحت اسی میں دیکھی گئی کہ قرآن لکھا ہی نہ جاوے ایمانداروں کے سینہ میں محفوظ رہے اور ایسا ہی ہوا" اگرچہ وہ دین جس کی بنا ہی اتنے بڑے جھوٹ پر ہے کہ گویا ایک عورت کے پیٹ سے پیدا شدہ انسان خدا ہے۔ اور اُسی خدا کے ملعون ہو جانے میں نجات کی کلید ہے۔ راستبازی نہیں سکھلا سکتا۔ اور اس لیے اس کے ماننے والے دینی امور میں افترا اور جھوٹ سے کام لینے کے عادی ہیں لیکن جس دلیری اور بیباکی سے اس گمنام مصنف نے ایک ہی پیراگراف میں جھوٹ کا اتنا انبار جمع کر دیا ہے

اسکی نظیر عیسائی صاحبان میں بھی نہیں ملتی۔ اور یہ شخص ان سب جھوٹ بولنے اور بولنے والوں سے بڑھ چڑھ کر نکلا ہے اسکی تحریر کا یہ مطلب ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں کوئی لکھا پڑھا نہ تھا۔ صرف زید کچھ پڑھا ہوا ہوگا لیکن وہ کم عمر بچہ تھا اور فن تحریر سے ایسا ناواقف تھا کہ اُسے قلم پکڑنا بھی نہ آتا تھا۔ اور دوسرا شخص عبداللہ بن ابو سرح کچھ لکھا پڑھا تھا مگر وہ مرتد ہی ہو گیا۔ چونکہ انکے سوا کوئی شخص ایسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نہ تھا جو قرآن لکھ سکتا اسلیے اسکا لکھنا ہی موقوف کر دیا گیا۔ یہ ایسی جاہلانہ اور نامعقول بات ہے۔ کہ ہر ایک انسان جو اسلامی تاریخ سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتا ہے خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس شخص نے کیسی بے حیائی سے کام لیا ہے۔ ہم نے بطور اختصار اس رسالہ میں کچھ ثبوت اس امر کا دیا ہے کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی حیات اور آپ کی زیر نگرانی نزول ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت احتیاط اور حفاظت سے لکھا جاتا رہا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شہادت بھی ناظرین کے اتنی بات سمجھنے کے لیے تو کافی ہوگی کہ اس شخص نے جھوٹ بولنے میں کیسی دلیری کی ہے۔ عیسائی مصنفوں نے آجتک جتنے اسلام کی دشمنی میں جھوٹ بولے ہیں اور بڑی بڑی تصانیف پُر از عناد لکھی ہیں کوئی پہلو جھوٹ کا اُنسے اُٹھا نہ رہا جو انہوں نے لکھا نہ ہو۔ لیکن مسئلہ زیر بحث کی شہادت ایسی زبردست اور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور مشہور تھی کہ انہیں ہرگز اس بات کی جرأت نہیں ہو سکی کہ اسکے مخالف کوئی جھوٹ بنا کر مُنہ کالا کریں۔ اور کسی نے بھی ان حقایق کا انکار نہیں کیا۔ لیکن یہ گمنام صاحب ایسے نکلے ہیں کہ اپنے سب بڑے مصنفوں کے لکھنے کے سر خاک ڈالدی اور خود کسی گمنامی کے مقام میں جا چھپے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اس کام پر اُسکی اپنی فطرت بھی اسکو ملامت اور لعنت کرتی ہوگی - اسی وجہ سے اپنا نام کتاب پر نہیں لکھا۔

اس مختصر رسالہ میں ہم نے چند ایسے بزرگ صحابیوں رض کے گرامی نام بطور نمونہ لکھ دیے ہیں جو پڑھنے اور لکھنے میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ صحابہ رض میں اس کثرت سے پڑھے لکھے حضرات موجود تھے کہ کاتبان وحی میں بعض لوگوں نے بیالیس صحابیوں رض کے نام لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ عام طور پر مسلمانوں میں انہیں ایام میں قرآن شریف کے مختلف حصص مختلف لوگوں میں لکھے ہوئے موجود تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رض کے اسلام لانیکا ایک ہی واقعہ اسکی ثبوت کے لیے کافی گواہ انصافاً سمجھا جا سکتا ہے۔ جہاں صرف ایک قرآن شریف کے لکھنے میں بیالیس لکھے پڑھوں کی تعداد کام میں لگائی گئی ہو تو کیا قیاس ہو سکتا ہے کہ اُس جماعت میں لکھے پڑھے لوگ موجود نہ تھے یا شاذ و نادر تھے۔

قرآن کریم کا لکھنا درکنار رہا تو جو کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے نکلے۔ یا جس طرح آپ عمل کر کے دکھاتے وہ باتیں بھی لکھ لیجاتیں۔ چنانچہ بخاری کتاب العلم میں اسکا ذکر موجود ہے اور عبداللہ بن عمرو و دیگر اصحاب کے نام اس ضمن میں قابل ذکر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی احادیث کو لکھ لیا کرتے تھے پھر اسکے ماسوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں اور دوسری قوموں کی طرف مراسلات لکھکر ارسال

کیے جاتے تھے۔ جسکو خود عیسائی لوگ جانتے ہیں بلکہ انہی کے گھروں سے ایک ایسا مراسلہ آنحضرت صلعم کے سامنے کا لکھا ہوا بھی نکل آیا ہے جس کا ہم نے بھی اپنے کسی گذشتہ رسالہ میں فوٹو چھاپ دیا تھا۔ اس کے ماسوا حدیبیہ میں جب صلحنامہ لکھا گیا تھا تو وہ بھی مسلمانوں نے ہی لکھا تھا چنانچہ اس کے کاتب حضرت علی کرم اللہ وجہ تھے۔ اسکے علاوہ یہودی اقوام سے عبرانی زبان میں خط و کتابت بکثرت ہوتی رہتی تھی۔ چنانچہ اسکا ذکر حدیث میں بروایت ابو داؤد باب روایت حدیث اہل الکتاب میں آیا ہے۔ جو کتاب العلم کا ایک باب ہے۔ اور کتابۃ العلم کا باب الگ ہے جسکی حدیثوں سے صاف پایا جاتا ہے کہ بہت سے صحابی لکھنا جانتے تھے۔ مرد تو درکنار وہاں عورتیں بھی پڑھی لکھی تھیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں بھی پڑھی لکھی عورتیں تھیں۔ اکثر صحیح احادیث سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عایشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما وغیرہ پڑھی لکھی تھیں۔ اب ایسے روز روشن کی طرح چمکتے ہوئے ثبوت کی موجودگی میں مصنف تاویل القرآن کا یہ کہنا کہ صحابہؓ میں کوئی لکھا پڑھا ہی نہ تھا دو باتوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس بات کے کہنے والا مجہول اور نادان مطلق ہے اور یا یہ کہ وہ جان بوجھکر عناد اور شرارت کی وجہ سے ان واقعات کو مخفی کرنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اور ہمارا قیاس ہے کہ وہ ایسا مجہول مطلق تو نہیں ہوگا ہاں حق پوشی اور دجل جو ان لوگوں کا عام شیوہ ہے اسپر عمل کیا ہوگا۔ اس نے یہ بھی چالاکی کی ہے کہ دیدہ و دانستہ ان تمام تاریخی واقعات کے لکھنے سے اعراض کیا ہے جن سے اسکی اپنی باتوں کی تغلیط ہوتی ہے۔ اس نے اپنے دعوے کی بنا صرف ایک حدیث پر رکھی ہے۔ اور وہ بنا بھی حدیث کے اصل معنوں پر نہیں بلکہ ایک معاندانہ خیال پہلے اپنے دماغ میں قایم کر کے اس نے ایک حدیث نقل کر دی اور اسکے معنے اپنے پاس سے اپنے خیال کے مؤید بنا لیے ہیں۔ وہ حدیث جس کو مصنف تاویل القرآن نے نقل کیا ہے اور جسپر اپنے دعوی کی بنا رکھی ہے کہ زید صرف ایک بچہ ہی تھا اور اتنا بھی نہ جانتا تھا کہ قلم کس طرح پکڑا جاتا ہے یہ ہے قال زید بن ثابت امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتعلمت لہ کتاب یہود وقال انی واللہ ما آمن یہود علی کتابی فتعلمتہ فلم یمر بی الا نصف شہر حتی حذقتہ فکنت اکتب لہ اذا کتب واقرأ لہ اذا کتب الیہ۔ اسکا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا پس مینے آپکے لیے یہودیوں کی کتابت کو سیکھا۔ اور آپنے فرمایا کہ قسم بخدا مجھے اپنے خطوط لکھوانے میں یہودیوں پر اعتبار نہیں۔ پس مینے اسکو سیکھا اور نصف ماہ کے عرصہ ہی میں اس میں خوب ماہر ہو گیا۔ پس جب کبھی کوئی مراسلہ آپنے لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھتا اور جب کوئی مراسلت کہیں سے آتی میں ہی پڑھ کر سناتا"۔ یہاں زید نے بیان تو یہ کیا ہے کہ اس نے کس طرح عبرانی رسم تحریر سیکھی۔ اور اس کو سر ولیم میور نے بھی اپنی لایف آف محمدؐ کے دیباچہ کے صفحہ ۱۴ کے حاشیہ میں تسلیم کیا ہے۔ لیکن مصنف تاویل القرآن نے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اس کے

یہ معنے بنانے چاہے ہیں کہ گویا یہ زید کا اپنا اقبال ہے کہ وہ عربی لکھنا نہیں جانتا تھا اور یہودیوں سے عربی لکھنی سیکھی تھی۔ کیسی عیاری سے عمداً اس نے کتاب یہود کے اصل معنے بدلکر منگھڑت معنے کیے ہیں یعنی اصل معنے اسکے تو تھے "عبرانی میں لکھنا" لیکن اس نے اسکے معنے کیے ہیں "یہودیوں سے لکھنا سیکھا" اور اس جملہ کے معنے جو تھے انکے لیے "عبرانی لکھنا سیکھا" تھے انہیں تبدیل کرکے "معنے انکی خاطر یہودیوں سے لکھنا سیکھا" بنا دیے۔ افسوس تو یہ آتا ہے کہ یہ لوگ دنیا میں صلاحیت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن انہیں حق پوشی اور جھوٹ سے کام چلانے سے ذرا شرم نہیں آتی۔ جو شخص عربی زبان میں ... تھوڑی سی بھی مہارت رکھتا ہو وہ خوب جانتا ہے کہ "کتاب یہود" کے معنے کسی حالت اور کسی طریق میں "یہودیوں سے لکھنا سیکھنے" کے نہیں ہو سکتے۔ اسکے معنے تو صاف طور پر یہی ہیں کہ "یہودی یعنی عبرانی رسم خط سیکھا" علاوہ بریں خود متن روایت سے کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید اس میں قرآن شریف کے لکھنے کا ذکر کر رہا ہے کیونکہ قرآن شریف کے لکھنے کے کام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہودیوں کو متعین نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ کثیر حصہ قرآن شریف کا مکہ معظمہ میں نازل ہوا۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ وہاں کوئی یہودی نہ تھا۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ ہجرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ معظمہ میں جتنا قرآن شریف نازل ہو چکا تھا وہ سب کا سب متفرق طور پر لکھا ہوا لوگوں کے پاس موجود اور انکے استعمال میں تھا۔ اور زید تو مدینہ کے باشندہ تھے اور ہجرت کے بعد وہ مسلمان ہوئے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون شخص تھے جنہوں نے مکہ معظمہ میں قرآن شریف کو لکھا؟ وہاں یہود تو موجود نہ تھے پس یہود کے سپرد یہ کام کیونکر ہو گیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہود پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اعتباری ظاہر فرمائی وہ قرآن کریم کے لکھنے کے متعلق نہ تھی اور نہ ہی حدیث میں کتابت وحی کا ذکر ہے بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ ما امن یہود علی کتابی۔ یعنی میں اپنی خط و کتابت میں یہود کا اعتبار نہیں کرتا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودیوں سے عبرانی میں بعض خطوط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھوانے پڑتے تھے اور انہی کا ذکر اس حدیث میں ہے اور کتابت وحی یعنی قرآن کریم کے لکھنے کا اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ پھر اس روایت میں صریح طور سے یہ بھی لکھا ہے فکنت اکتب له اذا اکتب واقرأ له اذا کتب الیه جس سے سارا عقدہ اسبات کا کھل جاتا ہے کہ اس بیان سے غرض کیا تھی۔ اول تو یہاں عبرانی لکھنے کا ذکر ہے اور قرآن کریم زبان عربی میں تھا پھر اس عبارت سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ مراسلات کے متعلق تھی۔ یعنی اگر کوئی مراسلت عبرانی میں لکھنی پڑتی یا جب کوئی مراسلت عبرانی زبان میں آتی سیکھنے کا حکم دیا۔ اور اس نے اسکی تعمیل کی۔ اسکے سوا اور کونسا مطلب اس ساری عبارت سے نکل سکتا ہے؟ کچھ شرم تو چاہیئے! کوئی دیانتدار مصنف ایسی شرارت نہیں کر سکتا جو معنے کی تحریف میں اس روپوش مصنف نے دکھائی ہے۔ لفظ تو صرف اسقدر ہیں کہ جب آپ لکھنا چاہتے تو میں آپ کی طرف سے لکھتا اور جب آپکی طرف کچھ لکھا جاتا تو میں پڑھکر سناتا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذکر خط و کتابت کا ہے۔ اور وحی یا قرآن کریم کے لکھنے کا اس حدیث میں اشارہ بھی نہیں۔ ایسا ہی جس باب کے

نیچے یہ حدیث بیان کیگئی ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسے کتابت وحی سے کچھ تعلق نہیں۔ اب رہا یہ امر کہ زید نے اتنے تھوڑے سے یعنی پندرہ دن کے عرصہ میں کیونکر عبرانی زبان کا لکھنا سیکھ لیا۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ عبرانی اور عربی ایسی ملتی جلتی زبانیں ہیں کہ ایک کے آتے ہوئے دوسری کا سیکھنا نہایت آسان کام ہے۔ عبرانی صرف عربی کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے پس جس صورت میں ایک شخص عربی زبان کی رسم الخط سے پورا واقف ہے اسکے لیے عبرانی کا رسم الخط سیکھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ عربی اصل اور عبرانی اس میں سے مشتق زبان ہے۔ پس جو شخص عربی زبان میں مہارت کامل رکھتا ہو اسکے لیے عبرانی کا سیکھنا بہت آسان ہو جاتا ہے سلئے اتنے قلیل عرصہ میں زید کا عبرانی زبان میں مہارت حاصل کر لینا اس بات پر بھی دلیل ہے کہ وہ عربی زبان کے لکھنے پڑھنے میں کامل مہارت اور ید طولے رکھتے تھے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بہت ذہن رسا اور بڑی قوت حافظہ رکھتے تھے۔ اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت نے اس منزل کو زید کیلیے بہت آسان کر دیا تھا۔ اگر انصاف سے کام لیا جائے تو مصنف تاویل القرآن کی قلعی کھولنے کے لیے یہی ایک امر کافی ہے کہ اس نے اس ایک ہی روایت کے معنوں میں کیسی تحریف سے کام لیا ہے۔ اس ایک ہی واقعہ سے اُس کی نیت اور اسکے ارادہ کے فساد کا پتہ لگ جاتا ہے یہ کتاب مشنری پادریوں کو اسلام پر حملہ کرنے میں مدد دینے کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور پادریوں کی سوسائٹی ہی کی طرف سے شایع بھی ہوئی ہے۔ اس سے عیسائی دین کے مشنریوں کی ناگفتہ بہ حالت اور انکے خیالات اور ان کی دیانت و امانت و تقوٰی، و طہارت اور حق پوشی بہت اچھی طرح واضح ہوتی ہے اور یہ بات بھی روشن ہوتی ہے کہ دوسرے مذاہب کی نسبت علی العموم اور اسلام کیلیے خصوصاً یہ لوگ کیسے درندگی کے خیالات رکھتے ہیں کہ اس کی مخالفت میں حق کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ دراصل عیسائی لوگ اس عظیم الشان نعمت کو جو خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو عطا ہوئی ہے کہ انکی مقدس کتاب سیکڑوں سالوں کے گذرنے سے بھی ویسی ہی بے عیب اور تصرفات سے پاک انکے پاس موجود ہے جیسے کہ آنحضرت صلعم نازل ہوئی تھی اور جس طرح آپ نے لکھوائی تھی۔ دیکھکر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ وہ تو اس بات سے ہی محروم ہیں کہ انکی کتاب یسوع کے زمانہ میں لکھی گئی ہو۔ انکے پاس تو کوئی خدا کی انجیل ہی موجود نہیں۔ کوئی انجیل متی کی تصنیف ہے اور کوئی لوقا و مرقس وغیرہ کی۔ اور جس دیانت اور امانت کے ساتھ قرآن شریف کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اور پھر آپکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور انکے بعد علی التواتر مسلمانوں نے آیندہ نسلوں تک پہنچایا اُس انعام الٰہی سے عیسائی لوگ بالکل محروم ہیں۔ کہاں قرآن شریف اور کہاں متی و مرقس وغیرہ کی اناجیل۔

مصنف تاویل القرآن نے قرآن شریف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لکھے جانیکے برخلاف صرف یہی ایک حدیث پیش کی ہے۔ اسی سے ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ عیسائی مشنریوں کے قرآن شریف کی حفاظت پر

حملے اور اعتراض کیسے لغو اور بودے ہیں۔ اس شخص نے یہیں تک بس نہیں کی بلکہ اپنی عقلمندی کا اور بھی بڑھکر ثبوت دیا ہے اور لکھا ہے کہ قرآن شریف کے لکھنے کے لیے جو چیزیں استعمال میں لائی جاتی تھیں وہ ایسی تھیں کہ دیر تک محفوظ نہ رہ سکتی تھیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں؟ کاغذ۔ الواح سنگ۔ چمڑا کھجور کی تختیاں اور ہڈیاں تھیں جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ کاغذ چمڑے اور الواح سنگین پر لکھنا تو دیر تک محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن دوسری اشیاء پر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ لیکن وہ لکھتا ہے کہ ان تین چیزوں پر قرآن شاذونادر ہی لکھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ چیزیں بہت کمیاب تھیں۔ اور اس لیے قرآن کا کثیر حصہ صرف ہڈیوں۔ اور کھجور کی تختیوں پر لکھا گیا جو محفوظ نہیں رہ سکتی تھیں۔ اور اسی وجہ سے اکثر حصہ قرآن شریف کا محو اور گم ہو گیا۔ "دروغگو را حافظہ نباشد" ایک مشہور ضرب المثل ہے اور اسجگہ مصنف تاویل القرآن کی حالت پر خوب صادق آتی ہے۔ بحث تو یہ اٹھائی تھی کہ قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لکھا ہی نہ گیا تھا۔ اب اس مقام پر وہ کہتا ہے کہ قرآن شریف کا اکثر حصہ ایسی اشیاء پر لکھا گیا جو دیرپا نہ تھیں اور اس لیے وہ گم اور محو ہو گیا۔ یعنی اس امر کو اب مان لیا کہ قرآن شریف لکھا ضرور گیا تھا۔ مگر ایسی چیزوں پر لکھا گیا تھا۔ .... جو دیرپا نہ تھیں یعنی اکثر حصہ ہڈیوں پر لکھا گیا تھا اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ چمڑا۔ کاغذ اور پتھر کی تختیاں بہت کمیاب تھیں۔ یہ بات بھی محض اس نے اپنے دماغ سے اپنے دروغ کو فروغ دینے کے لیے تراشی ہے اور کوئی روایت بیان نہیں کرتا جس سے اسے یہ پتہ لگا ہو کہ درحقیقت قرآن شریف ہڈیوں پر لکھا گیا تھا کیونکہ کاغذ اور چمڑا اور پتھر کی تختیاں ملک عرب میں ملتی نہ تھیں۔ اوّل تو ہڈیاں اور لکڑی کی تختیاں تحریر کے مطلب کے لیے چمڑے یا کاغذ سے ناقص نہیں۔ بلکہ کاغذ کی نسبت زیادہ دیرپا ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی لمبی لمبی سورتوں کے لکھنے کے لیے یہ چیزیں پورا کام بھی نہ دے سکتی تھیں اور کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً کاغذ اور چمڑے پر ہی قرآن شریف لکھا جاتا تھا۔ اور قیاس بھی اسی بات کو چاہتا ہے کہ کاغذ اور چمڑا بکثرت عرب میں ملتے تھے دوسری چیزیں محض ایسی حالت میں استعمال کیجاتی ہونگی جب مثلاً سفر میں ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے کاغذ یا چمڑا نہ مل سکے۔ اسکے مؤید وہ روایت ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانیکا ذکر ہے۔ وہاں جب حضرت عمرؓ اپنی ہمشیرہ کے گھر پہنچے تو اسوقت حضرت فاطمہؓ ہمشیرہ حضرت عمرؓ سورہ طٰہٰ پڑھ رہی تھیں حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی انہوں نے اسکو اپنے کپڑوں میں فوراً چھپا لیا۔ اگر اتنی لمبی سورۃ کسی ہڈی یا لکڑی پر لکھی ہوتی تو اسکا اس طرح کپڑوں میں چھپانا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ اسقدر لمبی سورۃ ایک ہی ہڈی یا لکڑی پر تو لکھی نہ جا سکتی تھی بلکہ اسکے لیے بہت سی ہڈیاں اور لکڑیاں بکار ہوتیں جن کا یکایک اپنے پاس ہی چھپا کر رکھ لینا ممکن نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حصہ قرآن شریف کا کاغذوں پر یا چمڑے پر جو کاغذ کی طرح بنایا جاتا ہے لکھا جاتا تھا ہاں بوقت ضرورت دوسری چیزوں پر بھی لکھ لیا جاتا تھا۔ پس تمام شہادت مذکورہ بالا سے یہ امر نہایت

صفائی سے ثابت ہے کہ کامل و مکمل قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپکے سامنے اور آپکی ہدایت کے مطابق لکھا جاچکا تھا اس کے بعد ہم وہ دلایل بیان کریں گے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارا قرآن شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حفظ بھی کر لیا تھا۔

ڈوئی کی موت میں خدائی فیصلہ کا اظہار

ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی۔

ذیل میں اس اشتہار کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جو حال میں ڈوئی کی تباہی اور ہلاکت کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر امریکہ اور یورپ میں شایع کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جو قبل از وقوع بکثرت بلاد غربی میں شایع ہو چکی تھی اسلیے اس کے پورا ہونے پر دوبارہ ان لوگوں کو اس نشان کی طرف توجہ دلانا از بس ضروری تھا تاکہ سعید طبیعتوں کے لیے حق کی طرف رہنمائی کا ایک ذریعہ بن سکے۔

ہم نے بہت دفعہ طالبان حق کو ان عجیب و غریب پیشگوئیونکی طرف توجہ دلائی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے کھلے طور پر ظاہر ہو رہی ہیں اور جن کا پورا ہونا ایسا نشان ہے جو قوت ایمانی کو بڑھاتا اور اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی صفات کاملہ پر یقین کامل پیدا کرتا ہے بشرطیکہ انسان دل کو تعصب سے خالی کرکے انپر پورا غور کرے اور سوچے کہ آیا یہ امور انسانی طاقت کے اندر ہیں! لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابتک ان بلاد میں کسی شخص نے یہ خواہش ظاہر نہیں کی کہ وہ ان پیشگوئیوں کے متعلق پوری تحقیق کرکے ان نتایج سے جنپر وہ خود پہنچے دنیا کو فایدہ پہنچاوے۔ ایک طرف جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسطرح بلاد غربی کے رہنے والے چھوٹی چھوٹی اور بے حقیقت باتوں کے پیچھے پڑکر اپنا روپیہ اور وقت ضایع کرتے ہیں جیساکہ سپریچولزم میں جنوں اور بھوتوں کے تماشوں کے دیکھنے اور دیگر ایسی لغویات ہیں۔ اور دوسری طرف مذہب کے متعلق جب کوئی بات پیش کیجاتی ہے تو کیسی عدم توجہی سے پیش آتے ہیں تو ہمیں بڑی حیرت ہوتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کوئی شخص بلا تحقیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر آمنا و صدقنا کہدے بلکہ ہم صرف انہیں اسبات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ان پیشگوئیوں پر محققانہ نظر سے غور کریں اور انکے متعلق پوری تحقیق اور اعلیٰ درجہ کی غور و پرداخت کو کام میں لاویں۔ دوسری طرف ہم اس بات کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ بُعد مکانی کا اثر بھی بُعد زمانی کی طرح ہوتا ہے اور دُور کے واقعات بھی گذشتہ زمانہ کے واقعات

کی طرح انسان کی توجہ پر اسقدر اثر نہیں کرتے جیسا قریب کے واقعات۔ مثلاً جو ہلاکت اور تباہی ہندوستان میں طاعون سے واقع ہو رہی ہے اور جس طرح طاعون زدہ علاقوں کے لوگ اس سخت عذاب الٰہی کو محسوس کرتے ہیں دُور کے رہنے والے اسقدر اس سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ مگر ان اوراق میں جس پیشگوئی کا ذکر ہم کرنا چاہتے ہیں وہ ایسی نہیں جس میں بُعد مکانی کا کچھ اثر ہو۔ کیونکہ یہ پیشگوئی مغربی بلاد میں بکثرت شایع ہو چکی ہے اور نہ صرف ہم نے ہی اشتہارات کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کو یورپ اور امریکہ میں شایع کیا بلکہ خود ان بلاد کے بڑے بڑے اخباروں نے اسے لاکھوں انسانوں کے اندر شایع کیا۔ نہ صرف اشاعت پیشگوئی کے لحاظ سے ہی اسکا وقوع بلاد غربی میں ہوا بلکہ جو شخص اس پیشگوئی کی رو سے ہلاکت کا نشانہ تھا وہ خود انہی ملکوں کا رہنے والا اور ایسا مشہور آدمی تھا کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی شخص اسکے نام سے ناواقف نہ ہوگا اور اس کے ہزارہا مرید امریکہ اور دوسرے عیسائی ممالک میں موجود تھے۔ اسلیے ان واقعات کو جو اس پیشگوئی کے پورا کرنیوالے ہیں۔ اب ہم بلاد غربی کے طالبانِ حق کے سامنے ہی پیش کرتے ہیں۔ کہ اس شہادت پر پورا پورا غور کر کے وہ اپنے فیصلہ کو پبلک کے سامنے پیش کریں کہ آیا ان سے پیشگوئی کا سچا اور منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے کہ نہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ان ممالک میں بہت سے ایسے سعید لوگ بھی موجود ہیں جو ایک صداقت کی خاطر قومی اور مذہبی تعصبات کی روکوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرینگے اور جن میں یہ اخلاقی جرأت موجود ہے کہ جب سچائی کو سمجھ جائیں تو پھر ہر قسم کے مقابلہ کے باوجود اس کے اظہار میں کسی قسم کی بزدلی نہ دکھائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ صداقت کی محبت فطرت انسانی کے اندر مرکوز ہے۔ اور اگرچہ بسا اوقات یہ تعصبات کے نیچے دبی رہتی ہے مگر آخر کار سب روکوں کو توڑ ڈالتی اور اپنر غالب آجاتی ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کا ذکر ہے کہ جب ہندوؤں کا ایک بڑا مذہبی پیشوا لیکھرام نام حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا تو بہت سے ہندوؤں نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس استفتا پر جو اس غرض کے لیے پبلک کے سامنے پیش کیا گیا تھا اپنی یہ شہادت درج کی کہ واقعی پیشگوئی لیکھرام کے متعلق پوری ہوئی اور یہ پیشگوئی انسانی طاقت سے بالاتر اور منجانب اللہ تھی۔ چونکہ مغربی لوگوں میں تحقیق حق کی روح اور بھی آزادی سے کام کر رہی ہے اس لیے ہم پوری امید رکھتے ہیں کہ ڈوئی والی پیشگوئی کے واقعات اور اس کے پورا ہونیکی شہادت پر غور کامل کر کے بہت سے لوگ حق کی خاطر یہ گواہی دینے کیلیے تیار ہونگے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعا جو ڈوئی کے متعلق تھی وہ سُنی گئی۔

قبل اسکے کہ ان واقعات کا ذکر کیا جاوے جن سے پیشگوئی کا پورا ہونا ثابت ہوتا ہے ہم ناظرین کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اس اشتہار سے ہماری غرض صرف یہی ہے کہ تائید حق ہو اور لوگ اس حق کو دیکھیں اور اس صداقت کو قبول کریں جو روز روشن کی طرح چمک رہی ہے اگرچہ شپرہ چشم اسکا انکار کریں۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور علم کامل کا ایسا قطعی اور صاف ثبوت ملتا ہے اور اسکی ہستی پر ایسا یقین تام پیدا ہوتا ہے

کہ اس ثبوت کو پیش نہ کرنا یا دبا رکھنا ہمارے نزدیک سخت گناہ ہے۔ اور اسی کے اظہار کے لیے ہم جو کچھ لکھتے ہیں لکھتے ہیں ڈوئی کی زندگی کے بعض واقعات کو ہم اس کی موت کے بعد اگر ظاہر کرتے ہیں تو نہ اس لیے کہ ایک ہلاک شدہ حریف کی تباہی پر خوشی ظاہر کریں بلکہ اس لیے کہ حق ظاہر ہو اور لوگ اس سچائی کو دیکھیں اور سمجھیں جن واقعات کو ہم ظاہر کرتے ہیں انہیں ہماری غرض مُردہ کی عیب شماری نہیں بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ ان واقعات کے ظاہر ہونے سے صداقت کا اظہار ہو اور سچائی کا بول بالا ہو۔ ڈوئی پر طرح طرح کی تباہیاں لانے اور پھر انجام کار اسے غایت درجہ کے دُکھ اور حسرتوں کے ساتھ ہلاک کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ کو ظاہر فرمایا ہے جس کی اطلاع اس نے اپنے مرسل کو کئی سال پہلے دی تھی۔ یہ وہ خدائی فیصلہ ہے جو خدا کے ایک سچے مرسل اور مامور کو ایک کذّاب اور مفتری سے الگ کرتا ہے۔ اور صادق اور کاذب مدعیٔ نبوت میں فرق کر کے دکھاتا ہے

جان الگزنڈر ڈوئی سکاٹلینڈ کا اصل باشندہ تھا اور امریکہ میں پہلے پہل سنہ ۱۸۸۸ء میں پہنچا اور سان فرانسسکو میں اُترا اس سے پہلے کچھ مدت وہ ٹسمانیا کے جیلخانہ میں بھی رہ چکا تھا۔ سنہ ۱۸۹۲ء میں اس نے وعظ کرنا شروع کیا۔ اور اسکے بعد ایک الگ فرقہ کی بُنیاد رکھنی شروع کی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ مَیں لوگوں کو بیماریوں سے شفا دے سکتا ہوں اور اسی دعویٰ کی وجہ سے کئی زود اعتقاد اور توہم پرست لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان لوگوں کے روپے سے وہ ایک امیر آدمی بن گیا۔ اور سنہ ۱۹۰۰ء میں موجودہ شہر صیہون کی زمین خریدی جس کے ٹکڑے پھر اپنے ہی مریدوں کے ہاتھ ایک بڑے گراں نرخ پر بیچے اور یہ ظاہر کیا کہ عنقریب مسیح موعود اسی شہر میں نازل ہوگا۔ ۲ جون سنہ ۱۹۰۱ء کو اس نے یہ دعویٰ اپنا شایع کیا کہ مَیں الیاس ہوں جو مسیح کی آمد کے لیے لوگوں کو تیار کرنے آیا ہوں۔ اس دعویٰ سے اس کے روپے اور مریدوں میں اور بھی ترقی ہوئی۔ روپے کی کثرت یہانتک ہوئی کہ سال کے شروع میں وہ دس لاکھ ڈالر یعنی تیس لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ اپنے مریدوں سے نئے سال کے تحفے کے طور پر مانگا کرتا تھا۔ اور جب سفر کرتا تو اعلیٰ درجہ کے عیش و عشرت کے سامان اس کے ساتھ ہوتے سنہ ۱۹۰۲ء میں اس نے یہ پیشگوئی شایع کی کہ اگر مسلمان صلیبی مذہب کو قبول نہ کریں گے تو وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور بھی وہ ہر طرح سے اسلام کی ہتک اور توہین نہایت بیباکی سے کرتا جب اس نے اسلام پر ایسے ایسے حملے کیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعودؑ کے دل میں غیرت کا جوش ڈالا۔ اور آپ نے ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء میں اسے انگریزی میں ایک چٹھی لکھی جو اسی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں شایع ہو چکی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے اسے مباہلہ کے لیے دعوت کی۔ خلاصہ اس ساری چٹھی کا یہ تھا کہ دونوں فریق دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے خدا تعالیٰ اسے سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ ڈوئی کی اس پیشگوئی کا جواب تھا جو اس نے تمام اہل اسلام کی ہلاکت کے لیے کی تھی۔ یہ چٹھی بڑی کثرت سے امریکہ کے اخباروں میں شایع ہوئی۔ اور انگلستان کے بعض اخباروں نے بھی اسے شایع کیا۔ یہانتک کثرت سے

اسکی اشاعت ہوئی کہ ہمارے پاس بھی ایسی بہت سی اخبارین پُہنچ گئیں جن میں اس مباہلہ کا ذکر تھا۔ ان میں سے چند کے نام مع تاریخ ذیل میں دیئے جاتے ہیں ان میں بہت سی روزانہ اخبارین ہیں اور جس قدر اخبارین ہمارے پاس پُہنچی ہیں انپر قیاس کرکے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ اور یوُرپ کی ہزاروں نہیں تو سیکڑوں اخباروں میں یہ مباہلہ شایع ہوا۔ اور لاکھوں انسانوں کے اندر اسکی شہرت ہوئی اور عام طور پر ان ممالک میں اس کا چرچا پھیل گیا۔ صرف چند امریکہ کے اخباروں کے نام ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام اخبار مع تاریخ و سنہ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر ۲۸-جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنیوالا ہوں کہ وہ اُسے میری زندگی میں نیست و نابود کردے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کیجاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵-جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ "اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔"
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء	عنوان "انگریزی اور عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دعا" مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ "تم بھی ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جس کی دعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے" دعا یہ ہوگی کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰-جون سنہ ۱۹۰۳ء	تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اس کے سامنے ہلاک ہو۔

نمبر شمار	نام اخبار مع تاریخ و سنہ	خلاصہ مضمون	نمبر شمار	نام اخبار مع تاریخ و سنہ	خلاصہ مضمون
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپرس ۲۸-جون سنہ ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر ہے۔	(۸)	ایڈورٹایزر بوسٹن ۲۵-جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۶)	ہیرلڈ روچسٹر ۲۵-جون سنہ ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کیلیے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر ہے۔	(۹)	پائلاٹ بوسٹن ۲۷-جون سنہ ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷-جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔	(۱۰)	پاتھ فائینڈر واشنگٹن ۲۷-جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃

نمبر شمار	نام اخبار مع تاریخ و سنہ	خلاصہ مضمون
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷-جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے بہر ۲۸-جون کے پرچے میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵-جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں اور حضرت کی تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں "مرزا غلام احمد صاحب ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دعا کی مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے۔
(۱۳)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	
(۱۴)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۱۵)	ووسٹر سپائی ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۱۷)	البنی پریس ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۱۸)	جیکسنول ٹائمز ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۳ء	
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃

نمبر شمار	نام اخبار مع تاریخ و سنہ	خلاصہ مضمون
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷ جون سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	
(۲۷)	ہیوسٹن کرانیکل ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۲۸)	سونیو تانز ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۳ء	
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۳۰)	گلاسگو ہیرلڈ ۲۷- اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	〃
(۳۱)	نیویارک کمرشل اڈورٹائزر ۲۶- اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کریگا تو وہ بڑی دکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اس کے صیہون پر سخت آفتیں آئیں گی
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددعا کرنے کا ذکر ہے۔

نوٹ:- یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں- اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا- منہ

مگر باوجود اس کثرت اشاعت پیشگوئی کے ڈوئی نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں اسکا کچھ ذکر کیا۔ مگر اسلام کے متعلق اس نے وہی بدزبانی کا طریق جاری رکھا چنانچہ ۱۴۔ فروری ۱۹۰۳ء کو اس نے اپنے اخبار میں یہ فقرے شایع کیے "میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلدی آئے جب اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اے خدا تو میری اس دعا کو قبول کر۔ اے خدا تو اسلام کو ہلاک کر ۞" اور پھر ۱۵۔ اگست ۱۹۰۳ء کو اسلام کا ذکر کر کے لکھا کہ "انسانیت پر اس سخت بدنما دھبہ کو (یعنی اسلام کو) صیہون ہلاک کر کے چھوڑیگا"

پس جب وہ نہ تو اسلام کے متعلق دریدہ دہنی سے باز آیا اور نہ ہی کھلے طور پر میدان مقابلہ میں نکلا تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور اشتہار جاری کیا جو صرف زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر بلاد یورپ اور امریکہ میں بکثرت شایع ہوا۔ اس اشتہار کا بھی انگریزی اور امریکن اخبارات میں بہت چرچا ہوا۔ چنانچہ بعض ان اخبارات کے اقتباس ہم نومبر اور دسمبر ۱۹۰۳ء کے رسالے میں شایع بھی کر چکے ہیں۔ اور یہ اقتباس ثابت کرتے ہیں کہ اس اشتہار کی اشاعت بھی بکثرت ہوئی۔ اس اشتہار کا عنوان یہ تھا "ڈپگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں" اور جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے اب یہ خالی مباہلہ کی دعوت نہ رہی تھی بلکہ اس میں صراحت کے ساتھ ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی بھی کی گئی تھی۔

نوٹ۔ انگریزی میں چونکہ یہ اشتہار پورا پہلے شایع ہو چکا ہے اس مقام پر انگریزی میں ہم نے صرف ایک ہی اخبار کے اقتباس پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن اردو میں چونکہ یہ اشتہار پہلے کبھی شایع نہیں ہوا اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سارے اشتہار کو ناظرین کے فایدہ کے لیے اس جگہ شایع کر دیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

"زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے اور اُس حقیقت سے بے خبر ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرت انسان کو اپنی ذات سے پاک تعلق بخشکر اور اپنے مکالمہ سے اُسکو مشرف کر کے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہنچا کر۔ اُسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین کو پاک و صاف کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اُس سے پیدا کر لیتا ہے جب وہ بالکل خدا کیلیے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا کرتا ایک مصفا آئینہ کی طرح بن جاتا ہے۔ تب اُس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ اُس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بنجاتا ہے اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ اُس کے آئینۂ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے اور کبھی اُس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ بشر ہے اور ایسے انسانوں کو دیکھنے والے کبھی دھوکہ کھا کر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھ کر انکو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے اور

۞ پہلے تو صرف گول مول الفاظ میں ایک پیشگوئی تھی مگر اس چٹھی کے بعد کھلے الفاظ میں اسلام کی ہلاکت کے لیے دعا کرنا مباہلہ کا ہی اختیار کرنا تھا کیونکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کو مسلمانوں کی طرف سے وکیل سمجھتا تھا۔ منہ

صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں۔ مگر ہمارے اس زمانہ میں جسقدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اسقدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رام چندر، راجہ کرشنؑ۔ گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں انکے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ انکی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو ابتک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب ان کو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے بھی دور بیٹھے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ ہی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو انہوں نے اپنے معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان میں سے الیاس بن گیا اور کسی نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ لنڈن میں تو مسٹر پگٹ نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور امریکہ میں مسٹر ڈوئی الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کر دی کہ مسیح ابن مریم پچیس ۲۵ برس تک دنیا میں آجائیگا دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بن گیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اب لنڈن والونکو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اترا ہوا ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لنڈن میں کچھ یہودی بھی رہتے ہیں اس لیے بے شک یہ اندیشہ ہے کہ انکو طبعاً یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی سے ساتھ زندہ اتارا گیا اور پھر موقع پاکر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے۔ اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجائے کہ پہلا کفارہ پرانا اور بودہ ہو چکا ہے اور شراب خوری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ اُس کفارہ کی تاثیر جاتی رہی ہے اس لیے اب ایک نئے خون کی ضرورت ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان ہر دو فرقوں سے چوکس رہنا چاہیئے۔ القصہ ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کیے گئے ہیں۔ اس لیے خدا نے جو زمین پر بدی اور ناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں کرتا مجھے اپنا مسیح کر کے بھیجا تا وہ زمین کی تاریکی کو اپنی توحید سے روشن کرے اور شرک کی نجاست سے دنیا کو مخلصی بخشے پس میں وہی مسیح موعود ہوں جو ایسے وقت میں آنیوالا تھا اور میں صرف اپنے مُنہ سے نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا میری گواہی دیتا ہے اس نے اس گواہی کے پورا کرنیکے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کیے اور کر رہا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اُسکا فضل اُس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اُس کا چہرہ اُس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے جو اُسکی آئینہ میں ہوا تھا

اگر مَیں صرف اپنے مُنہ سے کہتا ہوں تو مَیں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا۔ میرے لیے اُسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جن کو مَیں شمار نہیں کر سکتا۔ مگر منجملہ ان کے ایک یہ بھی گواہی ہے کہ یہ دلیر دروغ گو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونیکا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائیگا۔ دوسری یہ گواہی ہے کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دیگا یہ دو نشان ہیں جو یورپ اور امریکہ کے لیے خاص کیے گئے ہیں کاش وہ انپر غور کریں اور ان سے فایدہ اُٹھاویں۔

یاد رہے کہ ابتک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے اس لیے مَیں آج کی تاریخ سے جو ۲۳۔ اگست سنہ ۱۹۰۳ء ہے اُسکو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا اور جس طور سے مقابلہ کرنیکی مَینے تجویز کی ہے جسکو مَیں شایع کر چکا ہوں اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دے دیا تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ مَیں عمر میں سترّ برس کے قریب ہوں۔ اور وہ جیساکہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے۔ لیکن مَینے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے وہ اِسکا فیصلہ کریگا۔ اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اُسکا بھی شکست کی صورت سمجھی جائے گی اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ تمام دعویٰ اُسکا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا اور اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہے گا لیکن درحقیقت ایسی بھاری مقابلہ سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے پس یقین سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اسکو پکڑ لے گی۔ اب مَیں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر۔ کہ پگٹ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دُور جا پڑے ہیں سو اے ہمارے پیارے خدا انکو اس مخلوق پرستی کے اثر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کیے ہیں ان کانٹوں میں سے زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے انکو سیراب کر۔ کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے کسی انسان کے خون میں نجات نہیں۔ اے رحیم کریم خدا انکی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب

انپر تو رحم کر اور انکی آنکھیں کھولدے۔ اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور صلیب اور خون مسیح کے خیالات سے انکو بچالے۔ اے قادر کریم خدا انکے لیے میری دعا سن اور آسمان سے انکے دلونپر ایک نور نازل کرتا وہ تجھے دیکھ لیں کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے اور تیری آواز سنیں گے پر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے تو نوح کے دنوں کی طرح ان کو ہلاک مت کر کیا آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ انپر رحم کر اور انکے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کیلیے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے۔ جبکہ تو نے مجھے اس کام کیلیے بھیجا ہے سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے مجھے تو نے وعدے دیئے ہیں ان وعدوں کو تو ضرور پورا کریگا کیونکہ تو ہمارا خدا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پاجائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر۔ اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور انکے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جسکی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بیخبر ہیں اے قادر کریم میری سن لے کہ تمام طاقتیں تجھکو ہیں آمین ثم آمین۔

اس اشتہار میں جس کے لمبے لمبے اقتباس اخبار گلاسگو ہیرلڈ اور نیو یارک کمرشل ایڈورٹائزر سے ہم پہلے دے چکے ہیں۔ مفصلہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

(۱) یہ اشتہار پہلی چٹھی کی طرح صرف ایک چیلنج یعنی مباہلہ کی دعوت ہی نہ تھی بلکہ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے اس میں ڈوئی کے انجام اور اس کی ہلاکت کی صریح خبر موجود تھی۔

(۲) مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں۔ "مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحتاً یا اشارتاً میرے مقابلہ پر کھڑا ہو گا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا"۔ پس پیشگوئی صاف الفاظ میں یہ تھی کہ خواہ صراحتاً یا اشارتاً ڈوئی مقابلہ پر کھڑا ہوا تو اسکا انجام بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ ہوگا اور وہ مسیح موعود کی زندگی میں اور انکی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوگا۔

(۳) "خواہ ڈوئی موت سے بھاگنا چاہے مگر وہ بھاگ نہیں سکتا۔ وہ یقین سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنیوالی ہے"۔

(۴) حضرت مسیح موعود نے ڈوئی کی طرف سے مباہلہ کے جواب کا انتظار نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے مباہلہ کر دیا اور خدا کے فیصلہ کے لیے جو ڈوئی کے جھوٹ کو ظاہر کرنیوالا ہو اپنی طرف سے دعا شایع کر دی۔ قبل اس اشتہار کی اشاعت کے امریکہ کے تمام اخباروں میں پہلے چیلنج کے متعلق شور پڑ چکا تھا اور چاروں طرف کے اخباروں میں یہ سوال پوچھا جا رہا تھا کہ ڈوئی نے کیا جواب دیا ہے دوسری طرف ۲۳۔ اگست کو تازہ اشتہار بھی شایع کیا گیا اور ڈوئی اور اس کے مریدوں کو بھی کثرت سے بھیجا گیا۔ ۶ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء کو ڈوئی نے اپنے اخبار میں اپنی عادت کے مطابق بدزبانی کے ساتھ یہ جواب دیا "لوگ

مجھے بعض اوقات کہتے ہیں کہ کیوں تم فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے۔ جواب! کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان کیڑوں مکوڑوں کو جواب دونگا۔ اگر میں اپنا پاؤں انپر رکھوں تو ایک دم میں انکو کچل سکتا ہوں۔ مگر میں انکو موقع دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دور چلے جائیں اور کچھ دن اور زندہ رہ لیں"۔ پھر اسکے بعد اپنے اخبار میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کر کے آپ کو "بیوقوف محمدی مسیح" کے نام سے پکارا۔ اور ۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۳ء کو لکھا کہ "اگر میں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں"۔ دوسری طرف اسلام کی تباہی کی پیشگوئی پر بھی اسی طرح اصرار کرتا رہا چنانچہ جنوری ۱۹۰۴ء کے ایک پرچہ میں اس نے لکھا۔ "میرا یہ کام ہے کہ لوگوں کو مشرق اور مغرب سے اور شمال اور جنوب سے نکال کر جمع کروں اور انکو اس صیہون اور دوسرے ایسے صیہون کے شہروں میں آباد کروں یہانتک کہ وہ وقت آجاوے کہ جب تمام مسلمان صفحۂ دنیا سے نابود کر دیئے جاویں۔ اے خدا تو ہمیں وہ وقت دکھا"۔ ایسا ہی ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء کو اس نے اپنی یہ خواب شایع کی کہ ایک فرشتہ نے مجھے کہا ہے کہ تو اپنے دشمنوں پر غالب آئیگا۔ یہ خواب اس مفتری نے محض حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے لیے بطور جواب شایع کی تھی۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں اسکی ہلاکت کی خبر تھی۔

اب ان تمام امور پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی طرف سے مباہلہ شایع کر دیا۔ اور یہ پیشگوئی کی کہ اگر ڈوئی اشارتاً بھی اب مقابلہ پر آیا تو وہ بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ آپ کی آنکھوں کے سامنے نیست و نابود کر دیا جاویگا اور اس کے صیہون پر سخت آفت آویگی۔ دوسری طرف ڈوئی نے بھی اگرچہ کھلے الفاظ میں مباہلہ کو قبول نہ کیا کیونکہ وہ جھوٹا تھا اور اسکا دل اندر سے ڈرتا تھا۔ مگر وہ بے ادبی کے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرتا رہا اور بڑے تحقیر آمیز الفاظ میں کیڑوں اور مکوڑوں کے ساتھ آپ کو مشابہت دیکر یہ کہا کہ میں ایسی باتوں کا کھلے لفظوں میں جواب دینا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔ اور پھر اپنی طرف سے یہ خواب بھی شایع کی کہ میں غالب آؤنگا جو گویا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا کہ وہ ہلاک ہوگا جواب تھا۔ اور خدا سے یہ دعا بھی مانگی کہ اے خدا تو ہمیں جلد وہ دن دکھا کہ سارے مسلمان ہلاک ہوں جن میں وہ حضرت مسیح موعودؑ کو شامل سمجھتا تھا۔ پس یہ تمام باتیں صفائی سے ثابت کرتی ہیں کہ ڈوئی نے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے مباہلہ اور آپ کی پیشگوئی کا نشانہ بنایا اور وہ آپکے بالمقابل نکل کھڑا ہوا اور آپکی اور تمام مسلمانوں کی ہلاکت کے لیے دعائیں بھی کیں اور ان دعاؤں کو شایع بھی کیا۔ پس پیشگوئی کا امریکہ وغیرہ ممالک میں شایع ہونا بڑی صفائی سے ثابت ہے۔ اب دوسری بات یہ دیکھنی ہے کہ آیا یہ پیشگوئی پوری بھی ہوئی یا نہیں۔ پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ڈوئی جو حضرت مسیح موعودؑ سے عمر میں قریباً گیارہ سال چھوٹا تھا آپ کی زندگی میں مر جائیگا۔ اور کہ وہ شخص جو پیشگوئی کے شایع ہونیکے وقت بادشاہوں کی طرح محلوں میں رہتا تھا اور جس کے اشارہ پر ہزارہا آدمی اسکے آگے جھک جاتے تھے جس کا روپیہ کروڑوں میں گنا جاتا تھا اور جس کی صحت نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی اور جس کا نہ صرف یہی دعویٰ تھا کہ میں ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہونگا بلکہ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ میں لوگوں کو بھی بیماریوں سے شفا دے سکتا ہوں وہ شخص

انجام کار اسی زندگی میں بڑی بڑی حسرتیں اور دُکھ اُٹھائیگا اور وہ صیہون جسے وہ مسیح کے آنیکے لیے تیار کر رہا تھا اسپر آفت آئے گی۔ اب جو حالات ڈوئی کی پیشگوئی کے بعد اخباروں میں شایع ہوتے رہے ہیں وہ نہایت صفائی سے اس پیشگوئی کے پورا ہونیکو ثابت کر رہے ہیں۔ پیشگوئی کے شایع ہونیکے وقت یعنی اگست سنہ ۱۹۰۳ء میں ڈوئی کے اس کے اپنے بیان کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ مرید تھے۔ سفر میں اسکی ذاتی ضروریات کیلیے ایک اتنا بڑا عملہ افسروں اور ملازموں کا اسکے ساتھ رہتا تھا جیسے کسی نواب یا راجہ کے ساتھ۔ اس کے واعظ دنیا کی تمام ممالک میں اور خصوصاً عیسائی ممالک میں بکثرت پھیلے ہوئے تھے جنکی تنخواہیں وہ دیتا تھا۔ صیہون میں اس کے کارخانے لاکھوں روپئے کما رہے تھے۔ ایک صیہون کے شہر کا تو وہ واقعی مالک تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ اور بھی کئی اس قسم کے صیحون آباد کرنیکی تجاویز کر رہا تھا۔ وہ ایسا مضبوط تھا اور اس کی جسمانی صحت ایسی اچھی تھی کہ وہ بیماری کو شیطان کی طرف منسوب کر کے کہا کرتا تھا کہ مَیں کبھی بیمار نہیں ہونگا۔ پیشگوئی کے شایع ہونے کے دو سال بعد تک اسکی دولت اور اسکے سلسلہ میں ویسی ہی ترقی رہی (اگرچہ یہ فوری اثر ہوا تھا کہ وہ انہی دنوں میں یعنی پیشگوئی کے شایع ہونیکے معاً بعد ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور اس نے اپنی ماں پر آپ زنا کی تہمت لگائی اور خود اخباروں میں اس بات کو شایع کیا کہ جس شخص کے ساتھ اسکی ماں کا نکاح ہوا تھا وہ اسکا اصلی باپ نہ تھا بلکہ اس کی ماں کا نکاح سے پہلے کسی دوسرے امیر آدمی کے ساتھ ناجائز تعلق تھا اور وہ نکاح کے ایک یا دو مہینہ بعد ہی پیدا ہو گیا تھا مگر چونکہ عیسائی ممالک میں نہ زناکاری کو عیب سمجھا جاتا ہے اور نہ ولد الزنا ہونیکو کوئی ذلّت خیال کیا جاتا ہے اس لیے ہم نے اس بات کا تذکرہ انگریزی اشتہار میں نہیں کیا۔ ان ممالک میں کثرت فسق و فجور سے ان باتوں کو عیب کی باتیں نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے اگرچہ یہ واقعی ایک بڑی بھاری ذلّت تھی جو مباہلہ اور پیشگوئی کا فوری اثر تھا مگر ہم نے اس قوم کے اخلاقی حالات کے لحاظ سے اسکا تذکرہ نہیں کیا) سب سے پہلی بڑی مصیبت جو عذاب کے رنگ میں اسپر وارد ہوئی وہ فالج کا گرنا تھا جو یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو ہوا۔ پھر ایک دوسرا حملہ فالج کا اسپر ۱۹۔ دسمبر کو اسی سال میں ہوا اور اس حملہ نے اسے اُٹھنے کے قابل نہ چھوڑا اور نہ ہی وہ کسی کام کے قابل رہا۔ پس جب وہ سخت بیماری سے بالکل لاچار ہو گیا تو صیہون کے کاروبار کو اپنے ماتحتوں کے سپرد کر کے خود ایک جزیرہ میں جس کی آب و ہوا صحت کے لحاظ سے اچھی تھی چلا گیا۔ مگر یہ اس کے دُکھوں اور مصیبتوں کا انتہا نہ تھا بلکہ ابتدا ہی ثابت ہوا۔ اور اسکے بعد وہ دُکھ اور حسرتیں اس نے اُٹھائیں جو اس سے پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ جب وہ صیہون کو چھوڑ کر چلا گیا تو اس کے مریدوں کو معلوم ہوا کہ اس کی اندرونی زندگی نہایت ناپاک اور سیاہ کاری کی تھی۔ اور اسپر نہایت خطرناک الزام لگائے گئے۔ معلوم ہوا کہ جب وہ مریدوں کو شراب بلکہ تمباکو نوشی سے بھی روکتا تھا تو خود گھر جا کر مزے سے شراب پیا کرتا تھا چنانچہ اسکی کوٹھڑی سے جس میں وہ کسی دوسرے کو جانیکی اجازت نہ دیتا تھا شراب برآمد بھی ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے تعلقات بعض کنواری لڑکیوں سے مشکوک تھے

اور وہ تجویز کرتی چاہتا تھا کہ سات کنواری لڑکیاں اس کی خدمت میں رہا کریں۔ قریب پچاسی لاکھ روپے کی اسکی خیانت بھی ثابت ہوئی کیونکہ یہ روپیہ صیہون کے حساب میں سے کم تھا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ اس نے صرف بطور تحائف خوبصورت صیہون کی عورتوں کو دیدیا تھا۔ ان الزامات سے ڈوئی اپنی بریت ثابت نہ کرسکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے مرید سارے کے سارے اسکی ان ناپاک اور گندی کارروائیوں سے اس سے مرتد ہوگئے اور اسکو گالیاں دیتے تھے اور اسکے بیٹے اور عورت نے بھی ان الزامات کی تائید میں اسکی خفیہ کارروائیوں کا اظہار کیا۔ اسطرح چند ماہ کے عرصہ میں ہی اسکی ساری عزت خاک میں مل گئی۔ کروڑوں روپیوں میں سے ایک پیسہ بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہا اور سارے مرید یکمرتبہ ہی اس سے بیزار ہوگئے۔ اور اسکی سیاہ کاریاں جو اسکے اپنے مریدوں نے ظاہر اور شایع کیں ساری دنیا نے دیکھیں اور اسپر لعنت بھیجی۔ اس سے بڑھکر دکھوں اور حسرتوں کا اور کیا نقشہ ہوسکتا ہے؟ ڈوئی نے یہ کوشش کی کہ عدالتوں کے ذریعہ صیہون پر اور روپے پر قبضہ حاصل کرے مگر اس میں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ وہ صیہون کا شہر جہاں ہزاروں آدمی اس کے اشارے پر جُھکا کرتے تھے جب وہ واپس اس شہر میں آیا تو ایک بھی آدمی اس کے استقبال کیلیے موجود نہ تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے مریدوں کے سامنے اپیل کرکے انکو پھر اپنا مطیع کرے مگر چاروں طرف اسکے لیے مایوسی ہی مایوسی تھی۔ جسمانی طور پر اسکی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی کہ وہ خود اُٹھکر ایک قدم بھی نہ چل سکتا تھا بلکہ اسکے حبشی ملازم اسے ایک جگہ سے اُٹھاکر دوسری جگہ لیجاتے تھے۔ تینوں ہی چیزوں پر اسے ناز تھا اور تینوں اسکے پاس نہ رہیں نہ صحت رہی نہ دولت رہی نہ مرید رہے۔ اور اسطرح چند ہی ماہ میں ایک بڑے عروج کی حالت سے وہ سخت ذلت کیحالت میں گرگیا۔ چاروں طرف سے حسرتیں اور دُکھ ہی اسکو نظر آتے تھے اور اسکی یہ حالت تھی کہ اسی دنیا میں وہ دوزخ میں پڑا ہوا تھا۔ دُکھ اور مصیبتیں انتہا کو پہنچ گئیں۔ اس کے بعد وہ دیوانہ ہوگیا اور حواس بالکل جاتے رہے اور یہ اسکی زندگی کی آخری حالت تھی۔ اور اب اسکی موت کے ساتھ اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کی تکمیل ہوگئی ہے۔ اسکی موت کا واقعہ ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کی صبح کو آٹھ بجے کے قریب ہوا۔

جسقدر شہرت ڈوئی نے حاصل کی وہ بہت بڑی شہرت تھی مگر اسکی ذلت جو پیشگوئی کے بعد ظاہر ہوئی وہ اس پہلی شہرت سے بھی بڑھ گئی۔ اس کا عروج اور ترقی واقعی حیرت انگیز تھے مگر اسکے کہیں بڑھ کر حیرت انگیز اسکے دکھوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہونا تھا۔ اسکا دعویٰ یہ تھا کہ میں الیاس ہوں اور مسیح کی آمد کے لیے راستہ تیار کرنے اور برگزیدوں کو جمع کرنے آیا ہوں اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ساتھ بھی ہوگئے مگر جب پیشگوئی کے پورا ہونیکا وقت آیا تو اسکی تمام جماعت نے ہی اسکو مفتری ٹھہرایا اور اسکے خدا کی طرف سے ہونے سے انکار کیا۔ وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں یسوع مسیح کا رسول ہوں اور یسوع مسیح کی طرح میری زندگی بھی گناہوں سے پاک ہے اور دوسری جگہ

ویسا ہی نمونہ ہے جیسے مسیح کی زندگی تھی مگر اس کے اپنے بیٹے اور عورت نے اسکی خفیہ سیاہ کاریوں کو طشت ازبام کیا اور تمام دنیا نے دیکھ لیا کہ جو کچھ وہ وعظ کرتا تھا خفیہ طور پر اسکے خلاف عمل کرتا تھا۔ وہ دعویٰ کرتا تھا کہ بیماری گناہ ہے اور کہ میں لوگوں کی بیماریاں محض اپنی دعا سے اچھی کر سکتا ہوں مگر نہ صرف اسکی لڑکی ہی اس کی آنکھوں کے سامنے چیخ چیخ کر ہلاک ہو گئی اور وہ کچھ نہ کر سکا بلکہ جب وہ خود مفلوج ہوا تو نہ اسکی اپنی دعائیں اور نہ ہی اسکے ایک لاکھ مریدوں کی دعائیں کچھ اثر کر سکیں حالانکہ اس کے مفلوج ہونے سے اس کے تمام دعووں پر پانی پھر جاتا تھا۔ وہ دعویٰ کرتا تھا کہ تمام مسلمان میری آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو جائیں گے۔ مگر وہ خود اسلام کے سچے مسیح کی آنکھوں کے سامنے اسکی پیشگوئی کے مطابق طرح طرح کی حسرتیں اور دکھ اٹھا کر ہلاک ہو گیا۔ اسکی موت کے سوال کو الگ رکھکر بھی اگر غور کیا جاوے تو اسکی نظیر ملنی مشکل ہے کہ ایک انسان اوج ترقی سے یکمرتبہ اس طرح قعر ذلت میں گر گیا ہو۔ یہ تھا ایک برگزیدہ کے مباہلہ کا اثر۔

وہ خدائی فیصلہ جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا کہ اے خدا تو کھلے طور پر ڈوئی کے جھوٹ کو دنیا پر ظاہر فرما وہ فیصلہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جو پیشگوئی اسکے انجام کے متعلق تین سال پہلے امریکہ اور یورپ میں شایع ہو چکی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہے۔ پیشین گوئی میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ ڈوئی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بڑے بڑے دکھ اٹھا کر اور بڑی بڑی حسرتوں کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ میری آنکھوں کے سامنے اور میرے دیکھتے دیکھتے حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیا کو چھوڑ جائیگا۔ یہ ایسے لفظ ہیں جن کے نہ کوئی دو طرح کے معنے ہو سکتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی تشریح کے محتاج ہیں۔ یہ الفاظ ایسے وقت میں شایع کیے گئے تھے جب ڈوئی کے عروج کا ستارہ اوج پر تھا اور وہم بھی نہ ہو سکتا تھا کہ وہ ایسا ذلیل ہو جائیگا ہاں اسکے انجام سے سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی واقف نہ تھا۔ اور اس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرمایا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ خدا کے سچے مرسل کے سامنے ہلاک ہوگا۔ فانی انسان اپنے محدود علم سے کبھی ایسی دور از قیاس بات اور آئندہ کے مخفی اور باریک رازوں پر آگاہی نہ پا سکتا تھا۔ کچھ عرصہ گذرتا ہے جب ڈوئی ان خطرناک مصائب اور ذلتوں کا شکار ہو رہا تھا۔ تو اسوقت بھی ہم نے اس پیشگوئی کا ذکر کیا تھا جس پر امریکہ کے ایک اخبار نے یہ لکھا تھا کہ ڈوئی جیسے مفتری کے لیے ایسے انجام کا بتا دینا کچھ غیر معمولی بات نہیں تھی۔ اور کہ ہر شخص کہہ سکتا تھا کہ ڈوئی کا انجام نہایت برا ہوگا۔ ایسا دعویٰ کرنا تو ایک آسان امر ہے مگر اسکو ثابت کر دکھانا محال ہے۔ اگر واقعی ہر شخص ایسا کہہ سکتا تھا تو زیادہ نہیں دو چار آدمیوں کی ہی ایسی شہادت دکھائی جاوے جنہوں نے یہ لکھا ہو کہ ڈوئی بڑی بڑی حسرتوں کے ساتھ اور سخت دکھ اٹھا کر ان کے

دیکھتے دیکھتے اور انکی آنکھوں کے سامنے مر جائیگا۔ قیاس سے کوئی انسان اس نتیجہ پر نہ پہنچ سکتا تھا۔ بلکہ باوجود اخباروں کی مخالفت کے اسکا کام دن بدن ترقی پر تھا۔ مریدوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اور روپیہ زیادہ سے زیادہ چلا آتا تھا۔ باوجود مخالفت کے وہ کروڑپتی آدمی اور ایک شہر کا مالک بن گیا۔ باوجودیکہ اخبار والے بہتیرا کچھ اسکی مخالفت میں لکھتے تھے پر اسکا اثر کچھ بھی نہ تھا کیونکہ اسکے مریدوں کی تعداد روزافزوں ترقی پر تھی یہانتک کہ تھوڑے ہی دنوں میں ایک لاکھ آدمی اسکو ساتھ ہوگئے۔ اور چھ کروڑ روپیہ اس کے پاس جمع ہوگیا۔ اور یہ مرید اسکے انہی لوگوں میں سے تھے جو بڑے مہذب اور تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ پس جب تک کہ ڈوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں نہیں آیا۔ اسوقت تک وہ ترقی ہی کرتا چلا گیا۔ اگر کوئی اور شخص بھی ہے جس نے اس عروج اور اقبال کے وقت ڈوئی کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ سخت دکھوں اور حسرتوں کیساتھ ہلاک ہوجائیگا۔ اور یہ دکھ اور حسرتیں پیشگوئی کرنیوالے کی زندگی میں ہی اسکو آئیں گی اور اسکی آنکھوں کے سامنے ہی وہ ہلاک بھی ہوجائیگا تو ہم یہ تسلیم کرلیں گے کہ وہ تھی اس پیشگوئی میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے کی کوئی خارق عادت بات نہ تھی اور یہ محض انسانی عقل کا قیاس تھا۔ لیکن اگر ان ہزارہا تحریروں میں سے جو ڈوئی کی متعلق لکھی گئی ہیں ایک بھی اس مضمون کی تحریر نہیں نکل سکتی تو ایک سمجھدار آدمی کا جس کے دل میں کچھ بھی خدا کا خوف باقی ہے یہ فرض ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرے اور اسکی سچائی کی شہادت کو ادا کرے اور ایسا ہی اس شخص کی صداقت کی شہادت ادا کرے جسپر یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائی۔ ایک طالب حق کے لیے اس پیشگوئی کو منجانب اللہ سمجھنے کے لیے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اسکا پورا ہونا ایسے واقعات کے ذریعہ سے ہوا جو معمولی حالات سے الگ تھے۔ ڈوئی کی ہلاکت کے سامان جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے انپر غور کرکے ایک سمجھدار آدمی آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ یہ سامان خدائے تعالیٰ نے خاص طور پر پیدا کردیئے تھے۔ اور کسی معمولی واقعہ کا نتیجہ نہ تھے۔ بڑی تباہی جو اسکے صیہون پر آئی وہ یہ تھی کہ اسکے مرید اسکی سیاہ کاریوں پر اطلاع پاکر اس سے برگشتہ ہوگئے اگر وہ مرض فالج میں مبتلا نہ ہوتا تو اسکا سارا کاروبار بھی اپنے ہاتھ میں ہی رہتا اور اسکی مخفی کارروائیاں ظاہر نہ ہوسکتیں۔ پس عذاب الٰہی فالج کی صورت میں اسپر گرا اور اسی سے اسکی تمام تباہی کی بنیاد پڑی۔ جب مرید برگشتہ ہوگئے اور سارا روپیہ اور حکومت اس کے ہاتھ سے جاتی رہی اور تمام دنیا میں اسکی ذلّت ہوگئی۔ تو اس صدمہ سے وہ دیوانہ اور آخرکار ہلاک ہوگیا۔ یہ واقعات خود بتاتے ہیں کہ اسکی ہلاکت معمولی طور پر نہیں ہوئی اگر ایسا ہوتا کہ اس عروج اور اقبال کی حالت میں ڈوئی کسی معمولی مرض سے مرجاتا تو پیشگوئی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ وہ بڑی حسرتیں اور دکھ اُٹھائیگا پوری نہ ہوتی۔ مگر منشاء ایزدی یہی تھا کہ یہ پیشگوئی پوری شدومد کے ساتھ اور نہایت صفائی سے پوری ہو۔ اسلیے یہ تمام غیر معمولی واقعات اور سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیئے۔

اب ہم نے وہ تمام واقعات بیان کر دیئے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کا شایع ہونا اور پورا ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ ان واقعات سے جو نتیجہ معقولی طور پر اور انصاف کے ساتھ نکل سکتا ہے وہ نکالیں۔ اخبارات کا یہ فرض ہے کہ ان واقعات کو اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کریں۔ خصوصاً ان اخبارات کا جنہوں نے خود قبل از وقت اس پیشگوئی کو شایع کیا اور اس مباہلہ کا اعلان کیا جو ڈوئی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تھا۔ اب اس کے پورا ہونے پر پبلک کو اطلاع دینا بھی انکا فرض ہے۔ صرف اتنی بات سے کہ یہ مباہلہ اسلام اور عیسائیت کے دو وکیلوں کے درمیان تھا اور وکیل اسلام کو خدا نے اس میں غلبہ دیا حق کے اظہار سے رُک جانا جوانمردی کا کام نہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اس مباہلہ میں اپنا فیصلہ ظاہر فرمایا ہے اور ہر ایک خدا ترس کو خدائی فیصلہ کی عزت کرنی چاہیئے۔ یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ کسی شخص کو ہلاک کر کے نشان ظاہر کرنا خدائے تعالیٰ کی صفت رحم کے مخالف ہے۔ کیونکہ ایک شخص کی ہلاکت میں ہزاروں کی زندگی ہے اور یہ محض اس کا رحم ہے کہ ایک مفتری اور مجرم کو ہلاک کر کے ہزاروں کو زندگی کی راہ دکھائی۔

اس کے بعد ہم نے اس اشتہار میں حضرت اقدسؑ کی دو تازہ پیشگوئیاں جو یورپ اور امریکہ کے متعلق ہیں بیان کی ہیں یعنی ایک تو بڑے بڑے زلزلوں کے آنیکی پیشگوئی۔ اور دوسری یورپ اور دیگر عیسائی ممالک میں طاعون کے پھیلنے کی پیشگوئی۔ چونکہ یہ پیشگوئیاں اردو رسالے میں الگ سلسلہ الہامات میں شایع ہو گئی ہیں اسلیے یہاں انکے درج کرنیکی ضرورت نہیں۔ مگر ایک اور ضرورت اسجگہ محسوس ہوتی ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگوں نے انکار کیا ہے کہ ڈوئی کے متعلق کوئی پیشگوئی شایع نہیں ہوئی سو ذیل میں دو اخباروں سے اقتباس ہم درج کرتے ہیں جن میں ایک انگلستان کا اخبار اور ایک امریکہ کا اخبار ہے۔ جن میں اس اشتہار کی جو اوپر ہم نے نقل کیا ہے بعض عبارتیں نقل کر کے ریمارک کیے گئے ہیں جس شخص میں کچھ بھی شرم و حیا کا مادہ ہے وہ ان اقتباسوں کو پڑھنے کے بعد پیشگوئی کی قبل از وقت اشاعت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اخبار گلاسگو ہیرلڈ مورخہ ۲۷۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء لکھتا ہے "از نامہ نگار لنڈن،، پچھلے چند ہفتوں میں ایک اشتہار بعنوان "ڈوگیٹ و ڈوئی کے متعلق مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں،، ممالک یورپ و امریکہ میں مشتہری کی غرض سے قادیان ملک پنجاب سے شایع ہوا ہے۔ یہ ایک عجیب قابل ذکر تحریر جو چھ صفحہ حجم کا پرچہ ہے زبان انگریزی میں بمقام لاہور چھپی ہے۔ لیکن مسیح موعودؑ ایشیا کا رہنے والا ہے کیونکہ اس پرچہ میں مترجم کا نوٹ درج ہے اور پیشگوئی کے نیچے مرزا غلام احمدؐ صاحب کے دستخط ثبت ہیں۔

"عیسائی مذہب کی غلطی،،۔ یہ امر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس اشتہار کے مضمون کو خلاصۃً بغیر کسی قسم کی رائے زنی کے لکھا جاوے۔ دعوی پیش کردہ میں کسی قسم کے شک کی گنجایش نہیں۔ مرزا غلام احمدؐ صاحب بڑی صفائی اور تفصیل سے ظاہر کرتے ہیں کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس نے آخری زمانہ میں آنا تھا۔ لیکن مسیح کے متعلق عام پورانے

خیال کے عیسائیوں کے خیال سے انکا خیال مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ انسان خدا بن جائے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید اور گہرا تعلق پیدا کرلے اور اسطرح سے خدائے تعالیٰ کا مظہر ہو جاوے۔ بعض اوقات ایسے انسان سے صفات الٰہی ظاہر ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صورت کا عکس اسکے آئینہ دل پر پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس سے انسانی صفات بھی ظہور میں آتی ہیں کیونکہ فطرتاً وہ ایک بشر ہوتا ہے یہی باعث ہے کہ جن لوگوں کو روحانیت میں کم دخل ہے وہ ایسے انسان کے بارہ میں دھوکہ کھا جاتے ہیں کیونکہ انکی ایک جانب نظر ہوتی ہے اور دوسری طرف سے بالکل اندھے ہوتے ہیں ایک انسان میں صفات الٰہی کا انعکاس پاکر اس ظل کو اصل خیال کرنے لگ جاتے ہیں اور ایسے شخص کو واقعی خدا تعالیٰ سمجھتے ہیں لیکن عیسائیوں کا وہ فرقہ جنہوں نے حضرت مسیح کو خدا بنایا ہے جس غلطی میں وہ پڑے ہوئے ہیں اور جو دھوکہ انکو لگا ہے وہ دیگر تمام مشرک قوموں کی غلطی اور دھوکہ سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک جو بات عیسائی مذہب کے متعلق بہت مایوسی پیدا کرنیوالی ہے وہ یہ ہے کہ جب عیسیٰ کی خدائی کا جھوٹا عقیدہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کی طبایع کے نزدیک قبول کرنیکے قابل نہ رہا تو ایک جھوٹے خیال کو قایم رکھنے کیلیے نئے نئے بیہودہ طریق پیش کیے جاتے ہیں اور ایک جھوٹے عقیدہ کو بحال رکھنے کیلیے نئے جھوٹے دعوے تراشے جاتے ہیں

ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ :۔ مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک سخت قابل نفرت اور نہایت بیہودہ دعاوی وہ ہیں جو ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ نے کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ یورپ میں مسٹر پگٹ مسیحیت و خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو زمین و آسمان کا مالک قرار دیتا ہے۔ اور مغربی کرہ میں جو کا ڈاکٹر ڈوئی کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں الیاس ہوں جس نے یسوع مسیح سے پہلے آنا تھا۔ اور ۲۵ سال آیندہ کے اندر یسوع مسیح کی آمد کی پیشگوئی کرتا ہے۔ اس کام کے اختیار کرنے میں ان دو جھوٹے دعوے کرنیوالوں نے جو دلیری کی ہے اس میں ایک خفیف سا فرق ہے۔ سکاٹ لینڈ کا مفتری یعنی ڈوئی کمزور دل معلوم ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ اسکا یہ دعویٰ ہے کہ وہ بحیثیت ایک نوکر کے اپنے مالک (مسیح) کے واسطے راستہ تیار کرنے آیا ہے لیکن الیاس ہونیکا دعویٰ کرنے میں بھی بزدلی دکھلاتا ہے۔ مسٹر پگٹ ڈوئی سے زیادہ دلیر ہے یعنی جھوٹے دعوے کے کرنے میں اسنے زیادہ دلیری اور جرأت دکھلائی ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی مسیح ہوں جو پہلے آیا تھا۔ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر وہ خود خدا ہونے کا دعویدار ہے یہ تمام اسکی لغویات اور کفر کی باتیں ہیں۔

در صدہا نشانات آسمانی :۔ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ اس لیے کہ زمین بدکاریوں اور جھوٹے عقیدوں اور جھوٹے دعووں سے آلودہ ہو گئی تھی سچا مسیح سرزمین پنجاب میں نازل کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن اسکا مسیحیت کا دعویٰ بھی اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ میری تائید میں جو سینکڑوں نشانات آسمانی ظاہر ہوئے ہیں انکے ذریعے اللہ تعالیٰ نے میری صداقت کی شہادت دی ہے۔ میں سچ کہتا

ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو برکات و فضل مجھ پر نازل کیے ہیں وہ ان فضلوں سے بدرجہا بڑھ کر ہیں جو اس مسیح پر نازل ہوئے تھے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے وجود کے آئینہ میں اللہ تعالیٰ کے چہرہ کا عکس اس پہلے یسوع کی نسبت بہت زیادہ پڑا ہے۔ اگر یہ تمام میری اپنی ہی لاف و گزاف ہے جس کی اور کوئی سند نہیں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ میری صداقت کی شہادت دیتا ہے تو کوئی نہیں جو مجھے جھٹلا سکے۔

”دعوت مقابلہ:۔ خصوصاً ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگٹ کی قسمت کا فیصلہ مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہوگا۔

مترجم کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر سال گذشتہ میں بذریعہ ایک ماہواری رسالہ یعنی ریویو آف ریلیجنز قادیان کے مسیح موعود کی جانب سے ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت مقابلہ کی گئی تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے پیشگوئی کی تھی کہ تمام مسلمان ہلاک ہو جاویں گے اس لیے کہ وہ یسوع مسیح کو خدا اور ڈوئی کو الیاس نہیں مانتے اس تحریک سے جو دعوت مقابلہ کی گئی اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ”اس امر کا فیصلہ کہ مسلمانوں کا خدا سچا خدا ہے یا ڈوئی کا خدا سچا ہے ان لاکھوں جانوں کو ضائع کرنیکے بغیر بھی ہو سکتا ہے جن کے ضائع ہونے کی ڈوئی پیشگوئی کرتا ہے وہ طریق فیصلہ یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو تباہی کی دھمکی دینے کی بجائے اسکو چاہیئے کہ وہ صرف مجھی حریف مقابل منتخب کر لے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے ہلاک ہو جاوے۔ اس تجویز کے قرار دینے میں میں نے خود بخود ابتدا نہیں کی بلکہ ڈوئی کی جرأت کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی غیرت نے چاہا ہے کہ ایسا ہی ہو۔“

”ایک پیشگوئی:۔ اس دعوت مقابلہ کا بظاہر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دعوت مقابلہ خالی از نتیجہ بھی نہیں رہی۔ کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے فرقہ کے پرچہ نامی ”لیوز آف ہیلنگ“ کی گذشتہ اشاعت میں عیسائیوں کو تثلیث کے عقیدہ کا الزام دیا ہے اور یہودیوں اور مسلمانوں کے ساتھ جو توحید الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں، ہمدردی ظاہر کی ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب اپنی پیشگوئی مورخہ ۲۳۔ اگست گذشتہ میں ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اپنی دعوت مقابلہ کے جواب کا سات ماہ آیندہ تک انتظار کریں گے۔ اگر اس عرصہ میں ڈاکٹر ڈوئی نے اس مقابلہ کو منظور کر لیا اور اسکی شرائط کو پورا کیا تو تمام دنیا اس مقابلہ کا انجام دیکھ لے گی۔ میری عمر ستر سال کے قریب ہے حالانکہ ڈاکٹر ڈوئی صرف ۵۵ سال کی عمر کا ہے۔ لیکن چونکہ اس امر کا انفصال عمر پر نہیں ہے۔ اسواسطے میں ان عمر کے سالوں کی تفاوت کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہیں کہ اگر اب بھی ڈوئی مقابلہ سے انکار کریگا تو امریکہ کے پیغمبر کے دعاوی جھوٹ اور افترا ثابت ہو جاویں گے۔ مسٹر پگٹ کے بارے میں مسیح موعود کی پیشگوئی ہے کہ وہ خدائی کا متکبر مدعی میری حیات میں تباہ ہو جاوے گا۔

”ایک دلیری کا دعویٰ“:۔ شاید اس امر کا لکھنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مترجم اپنے نوٹ کے آخری فقرہ میں ماہ گذشتہ کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک آرٹیکل کی طرف توجہ دلاتا ہے جس میں درج ہے کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا

بلکہ وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگ آیا تھا اور بعد ازاں بمقام سرینگر ملک کشمیر وفات پائی جہاں محلہ خانیار میں اب تک اس کی قبر موجود ہے۔"

اخبار نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر لکھتا ہے "دُور دراز ملک ہند سے ایک چھپا ہوا اشتہار مرزا غلام احمد کی طرف سے آیا ہے جو پنجاب قادیان سے لکھتے ہیں ...... انہوں نے الیاس ثالث کو مقابلہ میں بلایا ہے کہ وہ اپنے دعوے کو ثابت کر کے دکھا دے مگر ابھی تک صیہون شہر کے مسیح نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اپنے دعویٰ الوہیت* کے ثبوت میں ہندوستانی مسیح کہتا ہے کہ جب خدا نے دیکھا کہ زمین پر بدی اور ناپاکی پھیل گئی ہے تو اس نے مجھے پنجاب کی زمین میں مبعوث کیا کیونکہ اس کے کام عجیب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مَیں وہ سچا مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونیوالا تھا۔ یہ خدا نے مجھے کہا ہے اور مَیں صرف اپنے مُنہ سے نہیں کہتا کہ مَیں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا ہے میری گواہی دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ شہادت سینکڑوں آسمانی نشانوں کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے جو اس نے میری تائید میں دکھائے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسکا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اس کا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے جو اسکے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر یہ صرف میرے مُنہ کی باتیں ہیں اور کوئی گواہی میرے پاس نہیں تو مَیں جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا تعالیٰ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا۔ ہزاروں دفعہ اس نے میرے لیے گواہی دی ہے اتنی دفعہ کہ مَیں شمار بھی نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی گواہی ہے کہ یہ دلیر دروغگو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونیکا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائیگا۔ دوسری یہ گواہی ہے کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دیگا۔ یہ دو نشان ہیں جو یورپ اور امریکہ کے لیے خاص کیے گئے ہیں کاش وہ انپر غور کریں اور انسے فایدہ اُٹھاویں۔

Digitized by Khilafat Library

یاد رہے کہ ابتک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا۔ اس لیے مَیں آج کی تاریخ سے جو ۲۳۔ اگست ۱۹۰۳ء ہے اسکو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا۔ اور جس طور سے مقابلہ کرنیکے لیے تجویز کی ہے جسکو مَیں شایع کر چکا ہوں اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اخبار میں عام اشتہار دیدیا تو جلد تر دنیا دیکھ لے گی کہ مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ مَیں عمر میں ستر۷۰ کے قریب ہوں اور وہ قریباً پچپن سال کی عمر کا ہے۔ اور اس لیے میرے مقابلہ میں گویا ایک جوان آدمی ہے لیکن مَیں نے اپنی عمر کی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے۔ وہ اسکا فیصلہ کریگا۔ اور اگر مسٹر ڈوئی اس

* مسیح کی الوہیت کا غلط عقیدہ یہانتک اس قوم کے دل میں جڑ پکڑ گیا ہے کہ محض دعویٰ مسیحیت کو دعویٰ الوہیت سمجھ لیا۔ منہ

مقابلہ سے بھاگ گیا۔ تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اسپر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اسکا بھی شکست کی صورت سمجھی جاوے گی۔ اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ تمام دعویٰ اسکا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا اور اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہیگا لیکن درحقیقت ایسے مقابلہ سے گریز کرنا بھی اس کے لیے موت ہی ہوگا۔ اور یقین سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنیوالی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت ضرور اسکو پکڑے گی“

اس بات کو مدنظر رکھکر کہ احمد نے ڈوئی کو سخت مشکلات میں پھنسا دیا ہے یہ قرین قیاس ہے کہ موخر الذکر ان مشکلات میں پھنسا رہیگا بہ نسبت اس کے کہ کھلے میدان میں مقابلہ پر آئے اور دنیا کو سخت دکھ اور حسرتوں کے ساتھ چھوڑے“

ان خلاصوں سے پیشگوئی کا شایع ہونا نہایت واضح طور سے ثابت ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ طالبان حق اس کھلے کھلے نشان سے ضرور فایدہ اُٹھائیں گے۔

قرآن کریم کی تفسیر

بہت مدت سے میرا دل اس بات کو چاہتا تھا کہ ریویو آف ریلیجنز کا ایک حصہ قرآن شریف کی ایک تفسیر عام فہم اردو زبان میں ہوتا کتاب الٰہی کا سچا علم اور تعلیم ہمارے احباب میں ترقی کرے۔ مگر حالات اجازت نہ دیتے تھے اصل بات یہ ہے کہ ہر امر کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور اس آرزو کے پورا ہونیکا یہ وقت آگیا ہے تھوڑے عرصہ سے رسالہ تعلیم الاسلام کا نکالنا تجویز ہوا جس کی اہم غرض قرآن شریف کی ایک تفسیر کا مہیا کرنا تھا۔ اس رسالہ کو شروع ہوئے ۹ ماہ گذر چکے ہیں اور اس عرصہ میں تین سو سے زاید صفحات قرآن شریف کی تفسیر کے اس میں نکل چکے ہیں۔ اس تفسیر کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب جو کچھ درس قرآن میں فرماتے ہیں وہ معنًی زاید اس تفسیر میں موجود ہوتا ہے۔ تفسیر کو ترتیب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دیتے ہیں نیز جہاں تک اس تفسیر کو دیکھا ہے۔ نہایت بیش قیمت پایا ہے اور حضرت مولوی صاحب نے بھی اکثر اوقات اس کی بہت تعریف کی ہے۔ عام فہم ہے۔ اور الفاظ اور ان کے معانی کی پوری تشریح کیجاتی ہے۔ احمدی قوم کی یہ ایک بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جو اس رنگ میں پوری ہوئی۔ اب میری غرض اس ذکر کرنے سے یہ ہے۔ کہ یہ رسالہ ایک ایسا قیمتی رسالہ تھا جو ہر ایک فرد کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے تھا اسی غرض سے اسکی قیمت صرف عہ سالانہ رکھی گئی تھی۔

مگر اس وجہ سے کہ جماعت کو اس رسالہ کے اغراض اور اس کے مضامین سے کماحقہٗ آگاہی نہ ہوئی۔ اس کی اشاعت بھی ابتک بہت محدود رہی اس کی توسیع اشاعت کا سوال جبیر دیر سے غور ہو رہا تھا۔ اب اس طرح پر حل کیا گیا ہے کہ اس رسالہ کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ساتھ ملا دیا جاوے اور اس کی قیمت میں بھی تخفیف کر دیجاوے ابتک اس رسالہ میں قریباً تیس ۳۰ بتیس ۳۲ صفحے تفسیر کے علی العموم رہے ہیں مگر آیندہ صرف بیس ۲۰ صفحے ہوں گے۔ مگر چونکہ یہ بیس ۲۰ صفحے میگزین کی لکھائی کے مطابق ہونگے اس لیے ان میں مضمون انشاء اللہ اسی قدر ہوگا جس قدر پہلے تیس ۳۰ یا بتیس ۳۲ صفحوں میں ہوتا تھا اور اس کی لکھائی اور چھپائی پر ویسی ہی محنت صرف کیجاویگی۔ جیسے ابتک میگزین پر کیجا رہی ہے۔ اور یہ حصہ بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز ہوگا جس کی قیمت صرف ۱۲ر سالانہ ہوگی۔ اور موجودہ خریداران ریویو کو اختیار ہوگا جو صاحب چاہیں اسے بطور ضمیمہ خریدیں اور جو نہ چاہیں نہ خریدیں ریویو کی اصل قیمت وہی ہوگی جو اب تک رہی ہے یعنی صرف عہ سالانہ اور صرف ضمیمہ کے خریداروں سے ۱۲ر سالانہ زیادہ لیے جائینگے یہ اتنی تھوڑی قیمت ہے کہ اس میں انجمن کا کوئی فایدہ مدنظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ قرآن شریف کا علم حاصل کرنا ہر ایک سچے احمدی کا کام ہے۔ کیونکہ اصل غرض بعثت امام علیہ السلام کی قرآن کریم کی تعلیم دوبارہ دنیا میں رائج کرنیکی ہے اس لیے انجمن نے پسند کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ رعایت کے ساتھ ایک مکمل تفسیر قرآن کریم کی سب احباب کے ہاتھوں تک پہنچائی جاوے۔ ۱۲ر میں سے ۴ر سالانہ کا خرچ تو صرف ٹکٹ وغیرہ کا ہی ہو جائیگا اس طرح سے صرف ۸ر میں ایک دو سو چالیس صفحوں کی گنجان اور خوش خط چھپی ہوئی کتاب سال میں اس ضمیمہ کے خریداروں کو پہنچ جاویگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار اس نادر موقعہ سے فایدہ اٹھائیں گے۔

اس تفسیر میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ جو جو اعتراضات قرآن شریف پر کیے گئے ہیں۔ ان کا جواب بھی ساتھ ساتھ دیا جاویگا۔ اسی لیے کسی قدر لمبی بھی ہو جاویگی۔ نیا انتظام ماہ مئی سے شروع ہوگا اور اپریل کا رسالہ غالباً اپنے وقت پر ہی روانہ ہوگا۔ لہذا سنہ ۱۹۰۷ء کے آخر تک صرف ۸۔ ماہ باقی ہونگے اور ان ۸۔ ماہ کے لیے ضمیمہ کا چندہ صرف ۸ر رہیگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کم از کم ان آٹھ ماہ کیلیے ہمارے احباب ضرور اس تفسیر کو منگوا کر پڑھیں گے۔ پھر انشاء اللہ وہ خود اسکی قدر کرنے لگیں گے۔ درخواستیں بہت جلد آنی چاہیئیں کیونکہ ضمیمہ صرف اسی قدر چھپوایا جائیگا جس قدر درخواستیں اس کیلیے آئیں گی۔ تفسیر کے پچھلے حصہ کی بھی چند کاپیاں موجود ہیں اگر احباب خریدنا چاہیں تو تھوڑی سی درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی۔ اس حصہ کی قیمت جسمیں قریباً ساڑھے تین سو صفحے تفسیر کے ہونگے عہ ہے

نوٹ نمبر ا ضمیمہ الگ بھی جاری کیا جا سکتا ہے یعنی جو لوگ ریویو آف ریلیجنز نہ خریدتے ہوں انکے نام بھی ضمیمہ جاری ہو سکتا ہے۔ مگر ایسے احباب کے لیے اسکی قیمت ایک روپیہ سالانہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں اخراجات بڑھ جاتے ہیں ایسا ہی جو لوگ سال کے بعد اکٹھا خریدیں گے انکو بھی ایک روپیہ قیمت ادا کرنی ہوگی۔

نوٹ نمبر ۲- ضمیمہ کی قیمت میں ان رعایتوں میں سے کوئی رعایت نہ ہوگی. جو ریویو کی قیمت میں طلبا وغیرہ کے ساتھ کیجاتی ہے. کیونکہ اس قیمت پر بمشکل اصل لاگت ہی واپس آئے گی۔

جملہ درخواستیں بنام نائب ناظم میگزین قادیان اور روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ آنا چاہیئے۔

چند نتیجہ خیز تازہ واقعات

زین نشانہا بدرگاں کورو کراند ✤ صد نشاں بینند و غافل بگذرند

(۱) سب سے اوّل قابل ذکر وہ حیرت انگیز اور ہولناک واقعہ ہے جسکو تمام پنجاب اور کشمیر میں لوگوں نے دیکھا۔ یہ واقعہ ۳۱- مارچ کا ہے۔ گذشتہ رسالہ میں ۷ مارچ کی تاریخ کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی شایع ہو چکی ہے جس کو ہماری ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ الہام کی تاریخ سے پچیس دن تک یا پچیس دن گذرنے پر "کوئی ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ" ہوگا۔ اب ۷- مارچ سے پچیس دن ۳۱ مارچ کو پورے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب پورے پچیس دن گذر گئے اور پچیسویں دن کا آخری حصہ تھا یعنی ۳۱ مارچ پانچ بجے شام کے قریب اسوقت آسمان پر ایک ایسا حیرت انگیز اور ہولناک واقعہ ظاہر ہوا جسکو سیکڑوں میلوں تک لوگوں نے دیکھا۔ اور سخت حیرت زدہ اور ہراساں ہوئے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں اور لوگوں کو تو چھوڑو مسلمانوں کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ سیکڑوں نشان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور پھر ایسے لاپرواہیں کہ گویا کچھ بھی نہیں دیکھا۔ کیا یہ بھی کسی قیاس سے پیش از وقت بتایا جا سکتا تھا کہ ۳۱ مارچ کو ایک نشان ظاہر ہوگا جو تمام لوگوں کو حیرت میں ڈالدیگا اور ہولناک ہوگا؟ آہ! کیسے کھلے کھلے نشان خدا کی ہستی کے اور ایک مامور من اللہ کی صداقت کے ان لوگوں کو دکھائے گئے مگر بہت ہی کم ہیں جو فایدہ اُٹھاتے ہیں. مگر اس انکار کو خدائے تعالیٰ بے سزا نہیں چھوڑتا جوں جوں لوگوں کا انکار بڑھ رہا ہے اور نشان پر نشان دیکھکر وہ منہ پھیر رہے ہیں ویسے ہی قہار خدا کا غضب بھی دن بدن زیادہ تیز ہو رہا ہے. خواندہ اور جاہل۔ دہریہ اور خدا ماننے والے سب کی ایک ہی حالت ہو رہی ہے اور فرق کرنا مشکل ہے. مگر یہ جو کچھ ظلم لوگ کر رہے ہیں اسکا وبال آخرانہی پر پڑ رہا ہے. ایک ایک نشان جو ظاہر ہو رہا ہی کیسا دل کو تسکین بخشنے والا اور اطمینان دینے والا ہے مگر اکثر لوگ عمداً خواب غفلت سے بیدار ہونا نہیں چاہتے۔ اس ہولناک اور حیرت انگیز واقعہ کی جس کے ظہور کا پچیس دن پیشتر وعدہ دیا گیا تھا اور ۳۱. مارچ کی تاریخ بتائی گئی تھی۔ اب تفصیل کی کچھ حاجت باقی نہیں ہے. کیونکہ ہر ایک شخص اس سے واقف ہو چکا ہے۔ نہ اس پیشگوئی کی صداقت کے لیے کسی لمبی تفتیش کی ضرورت ہے۔ یہ واقعہ ایسا نہیں کہ اگر کسی کی آنکھوں سے مخفی رہ گیا ہو تو اس کے کانوں نے معتبر ذرایع سے نہ سُن لیا ہو۔ باقی رہی پیشگوئی کی قبل از وقت اشاعت سو جو شخص چاہے اس رسالہ کی گذشتہ

ماہ کی اشاعت میں یعنی ۲۰۔ مارچ کے پرچہ میں سلسلہ الہامات میں اسے دیکھ سکتا ہے اور ایسا ہی اخبار بدر اور الحکم میں اسے دیکھ سکتا ہے۔ اس ستارہ کا گرنا معمولی شہاب کے رنگ میں نہیں بلکہ ایسے ایسے عجیب حالات اس کے بیان کیے گئے ہیں جو کوئی شخص بیان نہیں کر سکتا کہ پہلے بھی اسکی آنکھوں نے کبھی دیکھے ہوں بلکہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے ۳۔ اپریل کے پرچہ میں یہ لکھا ہے کہ بہت سے نامہ نگار یہ سوال کرتے ہیں کہ ایسے شہاب کے گرنیکی کوئی پہلے بھی نظیر موجود ہے اور نہ ایڈیٹر اخبار نے ہی اور نہ کسی دوسرے شخص نے اسکی کوئی نظیر بیان کی ہے۔ یہ نظارہ ایسا ہولناک تھا کہ بعض جگہ جن لوگوں نے اسی دیکھا وہ بیہوش ہو گئے بعض ڈر کر گھروں کو بھاگ گئے۔ اخبار سول کے ٦۔ اپریل کے پرچہ میں ضلع گوجرانوالہ کے ایک نامہ نگار کا خط چھپا ہے کہ اس ضلع کے تین مواضع میں آسمان سے آگ کے گولے برسے اور لوگ بہت ہی خوف زدہ ہو گئے ہیں۔ ڈلہوزی اور کشمیر سے دو انگریزوں کے خطوط بھی چھپے ہیں ایک ٦۔ اپریل کے پرچہ میں اور دوسرا ۱۰۔ اپریل کے پرچہ میں جو اس واقعہ پر حیرت ظاہر کرتے ہیں۔ ڈلہوزی سے جس انگریز نے لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ مختلف بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہاب نہیں بلکہ ایک ہی وقت میں شہابوں کی بکثرت بارش ہوئی جن میں سے بعض دیکھے گئے اور بعض نہیں دیکھے گئے۔ کشمیر سے جس انگریز نے لکھا ہے اس نے بھی اس واقعہ پر بہت حیرت ظاہر کی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ابھی تحقیقات کرونگا کیونکہ یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا واقعہ تھا۔ خود قادیان میں اس کثرت سے اس واقعہ کے ہولناک اور حیرت انگیز ہونیکے متعلق خطوط پہنچے ہیں کہ ان سب کا حوالہ دینے کے لیے بھی کئی صفحے بکار ہیں۔ مگر ہم مزید شہادت کے لیے پیسہ اخبار کے چند نامہ نگاروں کی تحریریں نقل کرتے ہیں جو روزانہ پیسہ کے ۸ تاریخ کے اخبار میں چھپی ہیں۔

تحصیل جہلم۔ ۳۱۔ مارچ کو بروز اتوار تقریباً ۴ بجے شام کو ایک شعلہ آتش آسمان پر مغرب سے نمودار ہو کر مشرق کی طرف جا کر غائب ہو گیا اور اخیر ایک بادل سا نظر آیا ...... یہ خدا کی قدرت دیکھکر سب حیران رہ گئے۔

سنگھتنل ریاست جموں۔ کل شام ۴ بجے عجیب قدرت دیکھنے میں آئی (اور پھر اسی واقعہ کا ذکر کر کے اخیر پر لکھتا ہے) سب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہیں۔

ضلع گورداسپور۔ کل شام ۳۱۔ مارچ بوقت ۴ بجکر ۵۴ منٹ پر ایک ستارہ یعنی ایک سخت تیز روشنی بمشابہ ایک مشعل کے جس کے پیچھے ایک گز نہایت ہی سفید و شفاف چاندی کا سا دستہ معلوم ہوتا تھا۔ جنوب سے شمال کو جاتا ہوا معلوم ہوا۔ اور پھر آخر وہ ایک جگہ زمین پر گرتا ہوا بھی معلوم ہوا جس جگہ وہ گرا اسجگہ سے تین مختلف جگہ سے دھواں نمودار ہوا اور اس کے بعد ایک بڑی ہولناک گرج سنائی دی مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے سات سات میل کے فاصلہ پر یہی حال ظہور میں آیا ہے۔ لوگ بیچارے دیہاتی اس کیفیت کو دیکھکر سخت حیرت زدہ ہو رہے ہیں۔

ضلع گجرات۔ عجائبات قدرت حق میں سے ایک کا مشاہدہ ہوا ...... ہزارہا لوگ دیکھکر حیران ہوئے۔

ضلع راولپنڈی۔ ۳۱۔ مارچ کو دوپہر سے تا بوقت زوال مختلف جگہوں پر اس علاقہ میں آسمان سے شعلے آتش کے

بشکل برج آتشی گرتے نظر آئے۔ اور زمین کے نزدیک آتے ہی دھواں بنکر غائب ہوگئے۔

گڈاری تحصیل جہلم۔ کل ۳۱۔ مارچ کو بوقت ساڑھے تین بجے شام کے ایک شعلہ آتشیں ایسا نظر آیا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی بھی مات ہوگئی تھی۔۔۔۔۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں ایک دو آدمی نے نہیں دیکھا بلکہ صدہا نے دیکھا ہے لوگ بہت ششدر ہیں شاید یہ بھی قیامت کے مقررہ آثار میں سے کوئی نشان ہو۔

ضلع فیروزپور۔ ۳۱۔ مارچ کی آسمانی آگ نے عوام الناس کو خائف کر رکھا ہے (پھر واقعہ کو بیان کر کے لکھا ہے) اکثر آدمی خوف سے گھروں کو بھاگ آئے۔ اس سے لوگ بہت ہراساں ہو رہے ہیں۔

(۲) یہ نشان تو آسمان سے ظاہر ہوا ہے۔ اب میں ایک ایسے نشان کا ذکر کرتا ہوں جو انہی دنوں میں زمین پر ظاہر ہوا۔ اور اس طرح ان نشانوں نے ملکر حضرت خلیفۃ اللہ کے اس دعوے کی تصدیق کی ہے جو اس شعر میں کیا گیا ہے کہ ؎ آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں۔ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند۔ بعض ناعاقبت اندیش کوتہ نظروں نے یہ کہا ہے کہ منشی الٰہی بخش کی موت پر احمدی بغلیں بجائیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ موت ہر ایک انسان پر آنیوالی ہے۔ یہ سراسر نادانی اور حماقت کا قول ہے۔ ہم نے موت کے آنے سے کب انکار کیا اور کب کہا ہے کہ ہم نہیں مرینگے بلکہ میں بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ موت کو خود ان لوگوں نے بھلایا ہوا ہے۔ جو خدا کے نشان دیکھتے ہیں اور ان سے مُنہ پھیر کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اگر کبھی انکے دلوں میں یہ خیال گذرتا کہ آخر انہوں نے بھی مرنا ہے تو اسقدر لاپروائی اور غفلت کبھی نہ دکھاتے اور ایسی استہزا کبھی نہ کرتے۔ آہ! دل میں درد پیدا ہوتا ہے کہ کن لفظوں میں انہیں سمجھائیں کہ وہ خود اپنے لیے ہلاکت خرید رہے ہیں۔ اور امن اور سلامتی کی راہوں سے مُنہ پھیر رہے ہیں۔ کاش کوئی اہل دل ان میں سے ان واقعات پر غور کرے اور انکو سمجھاوے۔ منشی الٰہی بخش ایک شخص تھے جو ابتدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی کی تصدیق کرتے تھے اور الہاماً تصدیق کرتے تھے۔ انکی مخالفت کی ابتدا یہ ہوئی کہ جب وہ غالباً سنہ ۱۸۹۸ء میں ایکدفعہ قادیان آئے تو حضرت مسیح موعود نے انکو بیعت کے لیے کہا۔ اس موقعہ پر شیطان نے ان کے قدم کو پھسلا دیا۔ اور تعلی میں آکر انہوں نے کہا کہ میں کیوں بیعت کروں تم میری بیعت کرو کیونکہ خدا نے مجھے موسیٰ کر کے بھیجا ہے۔ پھر واپس جا کر یہ کہنا شروع کیا کہ مجھے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے اسپر حضرت مسیح موعود نے انکو کہا کہ تم اپنے وہ الہام اگر شایع کر دو تو خدائے تعالیٰ مجھ میں اور تم میں فیصلہ کر دیگا۔ چنانچہ یہ الہامات انہوں نے سنہ ۱۹۰۰ء میں کتاب عصائے موسیٰ میں شایع کیے جن کا ماحصل یہ تھا کہ مصنف عصائے موسیٰ یعنی الٰہی بخش کو لمبی عمر دیجائیگی اور مرزا صاحب کو اور ان کے سلسلہ کو اس کے سامنے نیست و نابود کیا جاویگا۔ اور کہ الٰہی بخش نہیں مریگا جبتک وہ اپنی غرض کو جو اس سلسلہ کی تباہی ہے پورا نہ کرلے۔ چنانچہ بعض عبارتیں اور الہامات اسکے ذیل میں درج ہیں۔ صفحہ ۱۹ متع المسلمین بطول حیاتک و بطول بقاءک۔ ینفع اللہ المسلمین بطول حیاتک و بطول بقاءک۔ پھر صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے "کسی فرعون مجوزہ کے مقابلہ پر یا کسی اور دینی خصلت یا غیرت کے باعث اسم مبارک حضرت موسیٰ وغیرہ استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے لکل فرعون موسیٰ"۔ اس عبارت میں اپنے آپ کو موسیٰ ٹھہرایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون ٹھہرایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موسیٰ کے سامنے فرعون مع اپنے لشکر کے تباہ ہوا تھا اور موسیٰ نے ایک سلسلہ قایم کیا تھا۔ اسی طرح سے الٰہی بخش کے سامنے مرزا صاحب ہلاک ہونگے اور انکا سلسلہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ اور میرا سلسلہ قایم ہوگا۔

چنانچہ اسی کو زیادہ وضاحت سے صفحہ ۶۸ پر لکھا ہی جہاں الہام لکھا ہی کہ ان ترن انا اقل منک مالا و ولدا فعسی ربی ان یوتین خیرا من جنتک ویرسل علیھا حسبانا من السماء فتصبح صعیدا زلقا۔ اور پھر اس الہام کے متعلق لکھا ہی کہ یہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ معنی اس الہام کے یہ ہیں کہ اگر مال اور اولاد کے اعتبار سے تو مجھکو اپنے سے کم سمجھتا ہی تو قریب ہے کہ میرا پروردگار تیرے باغ سے بہتر باغ مجھ کو عطا فرمائے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی ایسی بلا نازل کرے جو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جاوے۔ اس الہام کو حضرت مسیح موعودؑ پر اس طرح چسپاں کیا ہی کہ وہ ایک بڑے سلسلہ کا فخر کرتے ہیں۔ اور پھر یہ پیشگوئی کی ہی کہ وہ مع اپنے سلسلہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے اور الٰہی بخش ایک سلسلہ اس سے بھی بڑا قایم کریگا۔ اور پھر اسی صفحہ پر اپنے متعلق یہ الہام لکھا ہی کہ ہم نا بنی آدم یعنی الٰہی بخش دنیا میں ایک مکرم معظم انسان بنجایگا اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ہی جعلتہ کالھشیم اسکو خاکستر کی طرح کر دیا جائیگا۔ اب کوئی شخص خوف خدا کو دل میں لیکر بتائے کہ الٰہی بخش کے اس گمنامی میں جس میں وہ اس کتاب کی تصنیف کے وقت تھا یا اس سے بھی زیادہ گمنامی میں اس شخص کی آنکھوں کے سامنے جسکی ہلاکت کی وہ پیشگوئیاں کرتا تھا طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جانے سے کیا نتیجہ نکلتا ہی۔ اور پھر یہ اکیلی مثال نہیں بلکہ جو شخص اس طرح پر مقابل آیا اسی کو خدا نے ہلاک کیا۔ مگر مخالفت انسان کو ایسا نابینا کر دیتی ہی کہ وہ پچھلوں کی موت سے سبق حاصل نہیں کرتا بلکہ اور گستاخی میں بڑھتا چلا جاتا ہی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم یعنی اگر تم شکر کرو اور اس کے نشانوں پر ایمان لے آؤ تو وہ تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ شکر اور ایمان کی راہوں کو چھوڑ کر خود ہی اپنے آپ کو اس کے عذاب کا مورد بنا رہے ہیں۔ اور نہ صرف الٰہی بخش کی پیشگوئیاں اس پر الٹی پڑیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی ہلاکت کی پیشگوئی کھلے الفاظ میں کی تھی۔ دیکھو اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۲ حاشیہ و دیگر مقامات۔ اس حاشیہ میں لکھا ہی "میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الہاموں سے مجھے بری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔ بر مقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔" اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے اس کے متعلق یہ پیشگوئی کی ہے کہ تو تو مجھے مسرف و کذاب ٹھہرا کر (جیسا کہ اس نے لکھا تھا کہ مجھے مرزا صاحب کے متعلق الہام ہوا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب) یہ کہتا ہی کہ میں تیرے سامنے ہلاک کیا جاؤنگا اور تو ایک سلسلہ قایم کریگا۔ مگر میرا خدا مجھے یہ کہتا ہی کہ میں ہرگز نہ مرونگا جبتک تیرا کاذب ہونا ثابت نہ ہو جائے یعنی تو میری آنکھوں کے سامنے نامرادی کے ساتھ ہلاک ہو کر میری صداقت کی شہادت نہ دیجائے اور پھر لعنت کے ساتھ مباہلہ بھی کیا ہی یعنی خدائے تعالیٰ جھوٹے کو عذاب کے ساتھ ہلاک کرے سو طاعون کے ساتھ ہلاک ہو کر الٰہی بخش ایک شہادت دنیا کیلیے دے گیا ہی جسکی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ یہ کسقدر صاف صاف اور کھلے کھلے نشان تھے کہ جو شخص اس طرح مقابل پر نکلا وہی ہلاکت کے گڑھے میں گرا۔ اور دنیا نے اس کے انجام کو دیکھ لیا ایسی ایک مثال بھی مامور من اللہ کی صداقت کی شہادت کیلیے کافی تھی مگر خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کی بے ایمانی اور قساوت قلبی کو دیکھ کر اسکی بہت سی مثالیں موجود کر دیں پر افسوس کہ ابھی لوگ توجہ نہیں کرتے۔ (۳) تیسرا نشان جو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ قادیان کے آریوں کی طاعون سے ہلاکت ہے جو ابھی دو تین واقعہ ہوئی مگر چونکہ اس رسالہ میں گنجایش نہیں رہی اس لیے اسکو آیندہ رسالہ پر ملتوی کیا جاتا ہی۔

ہُن اُسد الیکھا خدا نال چلیا اے (تشریح) یعنی عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائیگا اور پھر اسکا خدا سے معاملہ پڑیگا ۲- میرے دشمن ہلاک ہو گئے - ۳- ان اللہ مع الابرار - یعنی آیندہ عنقریب ہلاک ہوں گے - خدا نیکوں کے ساتھ ہے -

۴- کوئی درباری میرے حلقۂ اطاعت سے گذرنے نہ پائے کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہیگا - (تشریح) یعنی جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اسکا تعلق قایم نہیں رہ سکتا جبتک وہ مجھے قبول نہ کرے اور جو شخص اس حکم سے لاپرواہ ہے وہ سزا سے محفوظ نہیں رہیگا - ۵- سلطان عبد القادر (تشریح) اس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا کیونکہ جسطرح سلطان دوسرے پر حکمران اور افسر ہوتا ہے اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں انکا تعلق نہیں رہیگا جبتک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر نہ اُٹھائیں یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ یہ فقرہ سیّد عبد القادر رضی اللہ عنہ کا ہے جسکے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے - ۶- احل لہ الطیبات قل ما فعلت الا امر نی اللہ - (تشریح) اس سلطان عبد القادر کے لیے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں - جو پاک ہیں کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا - پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جسکا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے - اور پھر الہام ہوا - کل مقابر الارض لا تقابل ھٰذہ الارض یعنی زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں * پھر میں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اس کی والدہ ہے اور مجھے خیال گذرتا ہے کہ مرزا غلام قادر مرحوم بھی (جو میرے بھائی ہیں) میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اسقدر زنبور ہیں کہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیل رہی ہیں اور ایک میری ناف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر کسی نے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہو گئے ہیں اور مسجد میں بھی کروڑہا زنبور ہیں مگر ہم انکے شر سے محفوظ رہے ہیں - ۲۹- مارچ ۱۹۰۷ء - ۱- اے ازلی ابدی خدا - مجھے زندگی کا شربت پلا - ۲- احق اللہ امری ولا تنفکا من ھٰذہ المرحلۃ - ترجمہ - خدا نے میری بات کو سچا کر دیا - اور تم دونو اس مرحلہ سے نہیں چھوٹو گے - ۳- دولت اعلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا - ۴- ھل نراے جزاء الاحسان الا الاحسان (ترجمہ) نہیں دیکھتے ہم احسان کی جزا بجز احسان کے - یکم اپریل ۱۹۰۷ء لولا الاکرام لھلک المقام یا یہ کہا لولا خیر الانام لھلک المقام - ۳- اپریل ۱۹۰۷ء - ۱- انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم - ترجمہ - میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور جو اسے ملامت کرتا ہے اسے ملامت کرونگا اور تجھے وہ چیز دونگا جو ہمیشہ رہے - ۴- اپریل ۱۹۰۷ء - (۱) لائف آف پین - (۲) یا اللہ رحم کر (۳) انی مع اللہ فی کل حال - ترجمہ - میں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں -

(۴) اخترطنا سیفہ ۔ ترجمہ۔ ہم نے اسکی تلوار کو کھینچا ہے۔ (۵) خدا کے سات نکو کار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں۔
۵۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء[1] حٰمٓ ۔ تلك اٰیات الکتاب المبین ۔ (۲) راز کھل گیا۔ تفہیم۔ وہ جو حٰمٓ ہے اس میں خدا کے نوشتہ کے کئی نشان ہیں جو ظاہر ہونیوالے ہیں۔ حٰمٓ مقطعات میں کسی کا نام ہے یہ تفہیم ہے۔
(۳) الذین اعتدوا منکم فی السبت (یہ قوم مخالف کی طرف اشارہ ہے ساتھ کا فقرہ بھول گیا ہے واللہ اعلم) ترجمہ۔ وہ لوگ جنہوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی۔ ۶۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء[1] مُت ایھا الخوّان ترجمہ۔ مر سائے بڑے خیانت کرنیوالے۔ (۲) تمت کلمۃ اللہ ۔ ترجمہ۔ پوری ہوئی اللہ کی بات۔ (۳) ان اللہ مع الذین اتقوا ۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اُنکے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ (۴) الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعودا ۔ ترجمہ۔ وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے۔ (۵) رحم اللہ ۔ ترجمہ۔ اللہ نے رحم کیا۔ (۶) فضلناك علیٰ ماسواك ۔ ترجمہ۔ تیرے سوائے جتنے ہیں ان سب پر ہم نے تجھے بزرگی دی۔
۷۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء[1] واللہ انّی غالب و سیظھر شوکتی ۔ وکلٌّ ھالك الا من قعد فی سفینتی اعنی از ۔ ترجمہ۔ بخدا مَیں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک مریگا سوائے اُسکے جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔ (۲) الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے اور معنے یہ ہیں کہ فلاں کو پکڑو اور فلاں کو چھوڑ دو۔ یہ فرشتوں کو حکم الٰہی ہے۔ (۳) ایک اور قیامت برپا ہوئی۔ ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء ۔ بلاد دمشق ۔ سرّك سرّی ۔ ترجمہ۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء ۔ دہلی میں واصل جہنم واصل خاں فوت ہو گیا۔ حکیم واصل خاں دہلی کا تو فوت ہو چکا ہے۔ تفہیم یہ تھی کہ اس کے عزیزوں میں سے کوئی طاعون سے مر جائیگا کیونکہ جہنم کا لفظ اور الہامات میں بھی طاعون کیلیے استعمال ہوا ہے۔

لغات القرآن حصہ دوئم چھپکر تیار ہے جو احباب پہلا حصہ منگا چکے ہیں وہ بہت جلد دوسرا بھی طلب کریں۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ ۔ بکڈپو مقبرہ بہشتی قادیان سے طلب کریں۔

Digitized by Khilafat Library

آنکھوں کے بیماروں کو مژدہ

میاں ڈاکٹر عبداللہ صاحب ساکن راہوں ضلع جالندھر جنہوں نے لنڈن۔ اسٹریلیا۔ افریقہ میں آنکھوں کے علاج سے بہت شہرت حاصل کی ہے۔ اور انکے پاس بہت کثرت سے سارٹیفکٹ بھی موجود ہیں۔ انگریزی اور یونانی دو طرح سے آنکھیں بناتے ہیں۔ ہماری جماعت کے مخلص ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ لوگوں کو انسے نفع پہنچے گا۔

دستخط (نور دین)

اعلان: ہر ایک سامان کرکٹ ٹینس فٹ بال جمنیسٹک وغیرہ مستری نظام الدین احمد تاجر سیالکوٹ سے طلب کرو بلکہ فہرست مفت۔

[illegible] مطبع ضیاء الاسلام کے لئے ایک کاتب (اردو) کی ضرورت ہے

مطبع میگزین قادیان دار الامان میں منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا